

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بیسوال اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

جلas منعقدہ موخر نامہ 18 فروری 2020ء بروز میگل برتاق 23 جمادی الثانی 1441 ہجری

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاءٰ قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دعائے مغفرت۔	04
3	رخصت کی درخواستیں۔	05
4	مشترکہ تحریک التوانہ 2 من جانب: جناب نصر اللہ زیرے، جناب ثناء بلوج صاحب، سید محمد فضل آغا صاحب، ملک سکندر خان صاحب، جناب عبدالواحد صدیقی، جناب احمد نواز بلوج اور جناب زاہد ریکی صاحب، ارکین اسمبلی۔	
5		08

ایوان کے عہدیدار

اپیکر----- میر عبدالقدوس بزنجو
ڈپٹی اپیکر----- سردار بابرخان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب صدر حسین
ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبد الرحمن
چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 18 فروری 2020ء بروز منگل بہ طابق 23 جمادی الثانی 1441 ہجری، بوقت سہ پہر 04 بجکر 40 منٹ پر زیر صدارت میر عبدالقدوس بن جنوب، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٍ ط بَلْ أَحْيَاهُ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿١﴾

وَلَنَبْلُونَكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ

وَالشَّمَرِ ط وَبَشِّر الصَّابِرِينَ ﴿٢﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيبَةٌ لَا قَالُوا إِنَّا

لِلَّهِ وَإِنَا إِلَيْهِ رَاجِحُونَ ﴿٣﴾ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَ

رَحْمَةً قَدْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهَتَّدُونَ ﴿٤﴾

﴿پارہ نمبر ۲ سورہ البقرہ آیات نمبر ۱۵۳ تا ۱۵۷﴾

ترجمہ: اور نہ کہو ان کو جو مارے گئے خدا کی راہ میں کہ مر دے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں۔ اور البتہ ہم آزمائیں گے تم کو تھوڑی سی ذر سے اور بھوک سے اور نقصان سے مالوں کے اور جانوں کے اور میوؤں کے۔ اور خوش خبری دے اُن صبر کرنے والوں کو کہ جب پہنچے اُن کو کچھ مصیبت تو کہیں ہم تو اللہ ہی کامال ہیں اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں پر عناینتیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہے سیدھی راہ پر۔ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ۔

جناب اسپیکر: جزاک اللہ۔ جی زمرک خان صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچجزی (وزیر پنجھے زراعت و کوآپریٹوں): یہ کل کا جو یہ واقعہ ہوا ہے ایک دردناک واقعہ ہے افسوسناک واقعہ ہے جو بم دھا کہ اس میں بیگناہ لوگ شہید ہوئے ہیں اور بہت سے زخمی ہوئے ہیں اماں کو نقصان پہنچا ہے اس کے لئے ایک فاتح خوانی اگر کی جائے تو آپ سے درخواست ہے۔

جناب اسپیکر: جی فاتح خوانی کریں۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر: میں قواعد و انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت رواں اجلاس کے ذیل اراکین اسمبلی کو پیش آف چیزیں کے لئے نامزد کرتا ہے، محترمہ لیلیٰ ترین، قادر علی نائل، مگھی شام لال لاسی، محترمہ شکلیل نوید قاضی۔ ہوم منٹر اور لائیو شاک منٹر موجود نہیں ہیں تو ان کے questions کو defer کرتے ہیں اگلے اجلاس کے لئے۔

جناب شاء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر! کل کا اندوہناک واقعہ ہوا ہے میرے خیال میں۔

جناب اسپیکر: اُس کے لئے تو آپ نے قرارداد لائی ہے؟۔

جناب شاء اللہ بلوچ: ہماری خواہش یہ ہے کہ یہ جو ساری کارروائی ہے۔

جناب اسپیکر: وہ تو ویسے بھی منظر نہیں ہیں میرے خیال میں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: یہ سوالات، جوابات ویسے بھی ان سب کو defer کریں۔

جناب اسپیکر: وہ defer کر دیئے۔

جناب شاء اللہ بلوچ: اور جو سرکاری برس نہ ہے وہ بھی defer کریں جو تحریک التواء اس سلسلے میں پیش کی گئی ہے اُس کو بحث کے لئے منظور کریں اہم نوعیت کا معاملہ ہے سرکاری پیغام خالی ہیں یہ اجلاس سرکار نے طلب کیا ہے اور ہمیں امید یہ ہے کہ نہ صرف ...

جناب اسپیکر: وہ بحث کے لئے منظور ہوگا تو اگلے اجلاس کے لئے۔

جناب شاء اللہ بلوچ: حکومت کے تمام اراکین بلکہ ابھی تحریک التواء پر بحث سے پہلے آپ سے استدعا ہے آپ آئی جی پولیس، بلوچستان کے تمام اہم ذمہ دار اہلکار انہم کی موجودگی کو یقین بنائیں۔

جناب اسپیکر: لیکن آج تو منظور ہو گانا۔

جناب شناع اللہ بلوچ: یہاں یہ اسمبلی ہم آپس میں ایک دوسرے کو سنانے کے لئے نہیں بلکہ یہاں حکومت کے اہلکاروں کی رہنمائی کے لئے یا اجلاس منعقد ہوتا ہے۔ لہذا ان کی غیر موجودگی سے یہ احساس ہو رہا ہے کہ جیسے بلوچستان میں سب کچھ معمول کے مطابق چل رہا ہے جبکہ آپ کو خود پتہ ہے کہ بلوچستان اب اس وقت رو بزدواں اور خون میں اہولہاں ہو چکا ہے۔ اس کے باوجود احساس ذمہ داری کا آپ اندازہ سرکار کے پیغمبر سے اور ہمارے ذمہ دار افسران کی جو ہے نشتوں سے لگاسکتے ہیں تو میری آپ سے گزارش ہے۔ آپ آرڈر جاری کریں پندرہ منٹ کے اندر بلوچستان کے تمام سیکرٹری صاحبان، ذمہ دار ان آجائیں۔ یہاں اجلاس ہے بلوچستان کے معاملات ہم اپنے وطن کو اپنے صوبے کو اس طرح خون میں نہاتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے، شکر یہ۔

جناب اپیکر: جی یہ سیکرٹری صاحب ان افسروں کو کہہ دینا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: آئی جی پولیس اور باتی ذمہ دار ان کو بھی بالیں تاکہ وہ سن لیں۔

جناب اپیکر: جی پولیس کو بھی وہ کر دیں آئی جی پولیس کو۔

میر احمد نواز بلوچ: جناب اپیکر! صحافی حضرات واک آؤٹ کر گئے اس کا بھی۔

جناب اپیکر: ہاں اس کا زمرک خان آپ ہیں، منسٹر سی اینڈ ڈبلیو اسٹیو صاحب ہیں اور یہاں پر شناع بلوچ صاحب آپ میڈیا والوں کو میرے خیال میں میڈیا والوں نے واک آؤٹ کیا ہے۔

جناب شناع اللہ بلوچ: سرا میری بات سنیں ہم معزز اکیں ہماری زبان اور ہماری باتوں کی ایک اہمیت ہوئی چاہیے۔

جناب اپیکر: یہ میر خیال میں وہ کراچی میں ہیں۔

جناب شناع اللہ بلوچ: اس سے پہلے سی اینڈ ڈبلیو والوں کا issue ہوا تھا۔ بی ایکسی والوں کا issue ہوا تھا۔ یونیورسٹی کا issue ہوا۔ ہم تمام معاملات میں حکومت کے ساتھ گئے وہاں پر۔ بتیں ہوتی ہیں کہ ”ہم آپ کے مسائل حل کریں گے“۔ اس کے بعد آتے ہیں منسٹر صاحبان تو پکڑائی نہیں دیتے ہیں۔

جناب اپیکر: جی، ملک نصیر صاحب آپ بھی جائیں۔

(خاموشی۔ آذان عصر)

جناب اپیکر: جی سیکرٹری صاحب! آپ اپنے ایس ایڈ جی اے ڈی کو کہیں کہ آفیسروں کو کہیں اور آئی جی پولیس کو بھی کہیں۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب صدر حسین (سیکرٹری اسمبلی): سردار عبدالرحمن کھیتران صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی نہ سے باہر

ہونے کی بناء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری اسمبلی: میرضاء اللہ لانگو صاحب نے مطلع فرمایا کہ کوئی سے باہر ہونے کی بناء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔ (مدخلت) جی ووٹ کریں، جو حق میں ہیں وہ ہاتھ کھڑے کریں، ایک دو آپ کس میں ہے منظور میں ہے، ہاں، اُس نے چھٹی کی درخواست دی ہے۔ کیا سیکرٹری صاحب ووٹ کرنا پڑتا ہے، جو چھٹی کے حق میں نہیں ہیں وہ ہاتھ کھڑے کر دیں۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ majority میں نہیں ہیں تو چھٹی نامنظور ہوئی۔ (اپوزیشن ارکین نے ڈیک بجائے)

سیکرٹری اسمبلی: جناب نور محمد مڈھ صاحب نے مطلع فرمایا کہ کوئی سے باہر ہونے کی بناء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اپیکر: عبدالخالق صاحب! اپس لے لیا۔ (مدخلت۔ مائیک بند۔ شور۔) ye majority کا کام ہے عبدالخالق صاحب! اس میں دو چیزیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ آج questions بھی تھے اور حالات کی بھی اس میں ہے۔ اُس میں موجود ہونا اُس کا لازمی تھا کیونکہ اُس کو پتہ ہے کہ اُس کا questions ہیں تو پھر کیسے وہ غائب ہو گئے؟ اور ye issue بھی ہے ہوم ڈیپارٹمنٹ بہت اہم ڈیپارٹمنٹ ہے۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب نور محمد مڈھ صاحب نے مطلع فرمایا کہ کوئی سے باہر ہونے کی بناء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری اسمبلی: سردار یار محمد رند صاحب نے مطلع فرمایا کہ کوئی سے باہر ہونے کی بناء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی مٹھا خان صاحب نے مطلع فرمایا کہ کوئی سے باہر ہونے کی بناء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ جو حق میں ہیں ہاتھ کھڑے کریں، حق میں چار، پانچ ہیں اے این پی

کا سارا ووٹ اُدھر ہے۔ جو حق میں نہیں ہیں وہ ہاتھ کھڑے کر دیں۔ majority حق میں نہیں ہیں تو چھٹی نامنظور ہوئی۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے)

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! اس کے آفس میں آپ وہ دے دیں کہ جب بھی کسی منسٹر کا questions day ہوتا ہے وہ اُس دن درخواست جو ہے چھٹی کی درخواست جمع نہیں کر سکتا یہ تو بلکہ آپ رونگ دے دیں ورنہ تو یہ لوگ اپنے جو ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے وہ درخواست دے سکتا ہے لیکن آپ ہاؤس ہیں ہاؤس جو چاہے۔
جناب شاء اللہ بلوچ: نہیں Sir.Tradition بنائیں اس کو۔ بلکہ اس پر میں تو کہتا ہوں اگر ایوان جو ہے اُس پر۔۔۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ درخواست دے سکتا ہے ہاؤس ہے ہاؤس منظور کرے نامنظور کرے اُس کا حق ہے، majority ہے، جی۔

سیکرٹری اسٹبلی: محترمہ بشری رند صاحبہ نے مطلع فرمایا کہ عمرے کی ادائیگی کی بناء روائی اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گی۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسٹبلی: محترمہ ماہ جین شیران صاحبہ نے مطلع فرمایا کہ تجھی مصروفیات کی بناء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گی۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسٹبلی: نواب محمد اسلام خان رئیسانی صاحب نے مطلع فرمایا کہ کوئی سے باہر ہونے کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کی درخواست کی ہے

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسٹبلی: محترمہ بانو صاحبہ نے عمرہ کی ادائیگی بناء روائی اجلاس سے رخصت منظور کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسٹبلی: محترمہ زینت شاہوائی صاحبہ نے عمرہ کی ادائیگی بناء روائی اجلاس سے رخصت منظور کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ لیلی ترین صاحبہ نے مجھی مصروفیات کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کی درخواست کی ہے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر ربانہ صاحبہ نے کوئئی سے باہر ہونے کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کی درخواست کی ہے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ممکنی شام لال صاحب نے مجھی مصروفیت کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کی درخواست کی ہے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب نصراللہ زیری، جناب ثناء بلوج صاحب، سید محمد فضل آغا صاحب، ملک سکندر خان صاحب، عبدالواحد صدیقی، احمد نواز بلوج اور زابری کی صاحب کی طرف سے مشترکہ تحریک التوانہ نمبر 2 موصول ہوئی ہے، قواعد و انضباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر A-75 کے تحت مشترکہ تحریک التوانہ نمبر 2 پڑھ کر سناتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ 17 فروری 2020ء کوئی شہر کے میں شاہراہ اقبال، منان چوک کے قریب دہشتگردوں کی جانب سے خودکش دھماکہ کیا گیا جس کے نتیجے میں متعدد بیگناہ لاچار اور معصوم شہری بشمول پولیس اور لیویز اہلکار شہید اور زخمی ہوئے ہیں۔ اور ساتھ ہی عوام کے دوکان، املاک اور گاڑیوں کو بھی نقصان پہنچا۔ جس کی وجہ سے عوام میں شدید تشویش اور خوف و ہراس پایا جاتا ہے۔ لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم فرمانی نویت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لا جائے۔

آیا مشترکہ تحریک التوانہ نمبر 2 کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟ جو ارکین تحریک کے حق میں ہیں وہ اپنے نشتوں پر کھڑے ہو جائیں۔ تحریک کو قاعدہ 2-75 کے تحت مطلوبہ ارکین اسمبلی کی حمایت حاصل ہے بلکہ پورا ہاؤس کا اعتماد حاصل ہے۔ لہذا محکمین میں سے کوئی ایک رکن اپنی مشترکہ تحریک التوانہ نمبر 2 پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیری: thank you جناب اپیکر۔ ہم اسمبلی قواعد و انضباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوانہ کا نوٹس دیتے ہیں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ 17 فروری 2020ء کوئی شہر کے میں شاہراہ اقبال، منان چوک کے قریب دہشتگردوں کی جانب سے خودکش دھماکہ کیا گیا جس کے نتیجے میں متعدد بیگناہ لاچار اور معصوم شہری بشمول پولیس اور لیویز اہلکار شہید اور زخمی ہوئے ہیں۔ اور ساتھ ہی عوام کے دوکان، املاک اور گاڑیوں کو بھی نقصان پہنچا جس کی وجہ سے عوام میں شدید تشویش اور خوف و ہراس پایا جاتا ہے۔ لہذا اسمبلی کی

آج کی کارروائی روک کر اس اہم فوری نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔ جناب اسپیکر! میری آپ سے ہے تمام دوستوں کی کہ آج ہی اس پر آپ بحث کر دیں چونکہ فوری نوعیت کا مسئلہ ہے۔ لہذا اس اہم مسئلے پر آج ہی بحث کا آغاز کیا جائے۔

جناب اسپیکر: مشترک تحریک القاء نمبر 2 پیش ہوئی۔ لہذا مشترک تحریک القاء نمبر 2 کو۔ ابھی سے شروع کریں بحث کے لیے؟۔ اس پر ہاؤس کی رائے لیتے ہیں کہ ہاؤس کیا اس کا وہ، کیا آج اسی time اس کو بحث کے لیے منظور کریں یا 21 تاریخ کو؟۔ جو آج کے حق میں ہیں، وہ ہاتھ کھڑا کر دیں۔ کتنے ہو گئے؟۔ جو حق میں نہیں ہیں کہ۔۔۔ (مداخلت)۔ نہیں، بولنے کا حق ہے۔

میر سعیم احمد کھوسہ (وزیر مکملہ مال): اسپیکر صاحب! گزارش یہ ہے کہ سارے ہم اس کے حق میں ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ لیکن اگر 21 تاریخ کو ہو تو بہتر ہے۔ کیونکہ ہوم منٹر صاحب بھی آجائیں۔ ان کے ساتھ یہ مسلک ہے تو وہ بہتر ایوان میں بتاسکیں گے یہ جو دھماکہ ہوا ہے جو یہ جو دشمن دی ہوئی ہے اس کے بارے میں کیا کارروائی کی گئی کیا کرنے جا رہے ہیں۔ تو وہ بہتر میرے خیال میں ایوان کو بتائے گا۔ میرا گزارش یہ ہے کہ 21 کو باقی آگر آج بھی ہو جائے تو حرج نہیں ہے بہتر ہے کہ یہ 21 کو ہو تو زیادہ بہتر رہیگا، یہ گزارش ہے میرا۔

جناب اسپیکر: جی آج کے حق میں؟

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! میں اپنے دوست سعیم صاحب کے خیالات کی قدر کرتا ہوں سعیم صاحب۔

وزیر مکملہ مال: اگر اس کو 21 کے لیے رکھ دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب اسپیکر: rule ہاؤس کے مطابق چلتا ہے۔

جناب شاء اللہ بلوچ: میں اپنے دوست سعیم صاحب کے رائے کی قدر کرتا ہوں جناب اسپیکر صاحب بلوچستان اس وقت غمزدہ ہے۔ بلوچستان میں اس وقت 3 خاندان زندگی اور موت کی کشکش سے گزر رہے ہیں۔ 8 سے 10 خاندان جو ہیں وہ اپنے نوجوان، اپنے بازو جو ہیں وہ آج انھیں دفار ہے ہیں اور یہ اسمبلی اپنے آپ کو اتنی بے خبر رکھے کہ ہمارے کسی ایک رکن کے نہ آنے کی وجہ سے ہم ان کے دکھ اور درد میں شریک نہ ہوں۔ اور ہم دو تین دن کے لیے اس دکھ درد میں شریک ہوں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔

جناب شاء اللہ بلوچ: میں اس کے حق میں نہیں ہوں جناب والا یہ اسمبلی بلوچستان کے عوام کو یہ واضح پیغام دے کہ ہم ان کے دکھ اور درد میں اس گھری میں اس کے ساتھ شامل ہیں کسی قسم کی اور یہاں پر بزنس نہیں ہو گی

legislative میں اس کے ساتھ مسئلے پر ہم بات کریں گے شکریہ۔

جناب اپیکر: جی شکریہ۔

وزیرِ حکومتِ مال: ہوم نظر ہوتے تو بہتر تھا۔

جناب اپیکر: جی مشترکہ تحریک اتو انبر 2 کو majority کی حمایت حاصل ہے۔ تو بحث کے لیے منظور کیا جاتا ہے۔ جی نوابزادہ صاحب۔

نوابزادہ طارق خان گیسی (وزیرِ حکومت آپاشی و برقيات): جناب اپیکر! یہ جرنل میٹس کا معاملہ ہے۔ ہم اس بارے میں اسمبلی اور باقی ممبران سے بھی ملے ہیں انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس میں اور لوگوں کو بھی شامل کیا جا رہا ہے۔ تو میری گزارش یہ ہو گی کہ اگر آپ ایک committee form کر دیں جو اس matter کو مطلب دیکھے اور مطلب properly اسکو check کریں اور اس کے جو جائز حقوق ہیں وہ ان کو دیئے جائیں شکریہ۔

جناب اپیکر: جی ملک صاحب

ملک سکندر خان ایڈوکیٹ (قاہدہ حزب اختلاف): جرنل میٹس کو جو جلد دی گئی ہے وہ ان کو دے دیں باقی جو لوگ ہیں ان کے لئے کوئی ورجلمہ رکھیں۔

جناب اپیکر: وہ تو کوئی ایسی تحریک پیش نہیں ہوئی۔ اس میں نوابزادہ صاحب تھوڑی تفصیل میں بتا دیں۔

وزیرِ حکومت آپاشی و برقيات: جناب اپیکر! یہ ہے کہ جیسے کہ باقی صوبوں میں جرنل میٹس کو اپریا دیا جاتا ہے ہاؤسنگ اسکیم دی جاتی ہیں، جہاں پر وہ اپنے گھر تعمیر کرتے ہیں۔ تو بلوچستان میں مطلب شروع میں یہ نہیں ہوا تھا لیکن اب جو ہے وہ ایریا مخصوص کیا گیا ہے ان کے لیے۔ لیکن اس میں یہ ہے کہ اور لوگوں کو بھی شامل کیا جا رہا ہے کہ جن کو ادھر پلات الٹ کیے جائیں گے۔

جناب اپیکر: جی ملک صاحب تو یہاں پر ایسا کوئی موصول تو نہیں ہوا ہے اس طرح کا کوئی ہاؤس میں۔

وزیرِ حکومت آپاشی و برقيات: نہیں اسکے تحفظات ہیں جناب اپیکر کہ اگر کمیٹی بنا کر اس کو چیک کریں کہ آیا جرنل میٹس کو جو ہے وہ مطلب ان کو جیسے یہ چیز دی جائیں اور اس میں اور کوئی شامل نہ کیا جائے۔

جناب اپیکر: تو آپ کو شامل کریں کمیٹی میں۔

وزیرِ حکومت آپاشی و برقيات: ہاں پیش مجھے شامل کر دیں کمیٹی میں۔

جناب اپیکر: مگری صاحب ہیں، زیرے صاحب ہیں۔ یا انفار میشن والا ہے۔ نہیں یہ تو دیکھیں گے۔ جی۔

جناب قادر علی نائل: جناب اپیکر صاحب! کمیٹی کا اسی جرنل میٹس کے حوالے سے جناب اپیکر میں خود انکی ٹیم کا

حصہ رہا ہوں اور گزشتہ 15 سال سے انکے ساتھ رہا ہوں۔ تو یہ بہت عرصے بعد 20-15 سالوں کے بعد پہلی بار یہ ہونے جا رہا ہے کہ جو غریب صحافی ہیں اور خصوصاً جو فیلڈ میں نہیں ہیں، جو فیلڈ سے جو کمروں میں کام کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: کمیٹی بنادی کمیٹی میں آپ لوگ اسکو دیکھیں کہ کیا مسئلہ ہے۔

جناب قادر علی نائل: اور دوسرا یہ ضروری ہے کمیٹی بنے اور اس میں صرف ہیں working journalists اور جو باقی اندر کام کرتے ہیں کمروں کے اندر۔

جناب اسپیکر: چلو نائل صاحب آپ بھی شامل ہیں مگری صاحب ہیں اس میں چیئرمین بن جائے اور زیرے صاحب ہیں ملک نصیر صاحب ہیں۔

جناب قادر علی نائل: آپ کی توجہ میں اس جو جتنے بھی یہاں پر جو ہاؤسز ہیں ان کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہاں خصوصاً جو جنگ گروپ ہے۔ اور اس طرح کے جو بہت سارے بڑے ادارے ہیں وہاں سے چھانٹیاں ہو رہی ہیں اور بغیر کسی شوکا زنوں کے اسے نکالا جا رہا ہے تو اس کا بھی جو ہے نوٹس لیا جائے ہاؤس کی طرف سے کہ یہ جو ملازم میں ہیں صحافی 15 سال 20 سال ملازمت کرتے ہیں اور اس کے بعد جو ہیں بغیر بتائیں ایک میں ایک 2 مہینے سے 3 سے انھیں تنخوا ہیں نہیں مل رہی ہیں تو اس طرح بھی ایک۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے نائل صاحب۔

جناب قادر علی نائل: تو میں کہنا یہ چاہرہ تھا کہ دو تین مہینے سے انھیں تنخوا ہیں نہیں مل رہی ہیں اور بغیر پوچھے۔

جناب اسپیکر: کس کو؟

جناب قادر علی نائل: جو ہمارے جریش براذری ہے انکے جو مالکان ہیں مالکان کی طرف سے چھانٹیاں ہو رہی ہیں نکالے جا رہے ہیں بغیر وجہ بتائے۔

جناب اسپیکر: اسکے لیے تحریک لائیں پھر دیکھتے ہیں۔

جناب قادر علی نائل: thank you. جی.

انجینئر زمرک خان اچنزا (وزیر رعاعت و کوآپریٹوو): یہ ہم اور حاجی نصیر صاحب اور عارف جان صاحب گئے تھے ان کے پاس جو ہمارے صحافی حضرات ہیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

وزیر مکملہ رعاعت و کوآپریٹوو: ان کے کچھ مطالبات ہیں جو انہوں نے پیش کیے تھے میں آپ کے سامنے اس کو ذرا بیان کر دوں کیونکہ انہوں نے ہمارے ساتھ آ کر پانچ جو strike تھا اس کو ختم کر دیا اس میں سب سے پہلے جو

ہے یہ KTM کے نیوز چینل جو دو دن پہلے عزیز میمن کو قتل کر دیا گیا ہے مذمت اس میں کہا کہ ہم سب ہاؤس آپ کے ساتھ ہیں کیونکہ ایک صحافی کا قتل جو ہے یہ تو ایک بہت افسوسناک واقعہ ہے۔ اس میں ہم آپ کے ساتھ ہیں اور اس سے یہی مطالبہ کرتے ہیں سنندھ حکومت سے کہ قاتلوں کو جلد از جلد گرفتار کیا جائے۔ دوسرا اس کا جو ہے جس طرح نائل صاحب نے کہا کہ روز نامہ مشرق میں ہمارے ایک سینئر ترین صحافی مقبول رانا۔ بہت سینئر ترین ہے ابھی بالکل مقصر عمر کے اس حد تک پہنچے ہوئے ہیں کہ اس نے سارے زندگی اپنے صحافت کے لیے۔ تو اس کو بھی انہوں نے نکالا۔ ابھی کم از کم یہ پوچھنا چاہیے کہ بھائی آپ اتنے سینئر لوگوں کو کس بنیاد پر نکالتے ہو اس کی غلطی کیا ہے؟۔ کیونکہ وہ ایسا آدمی ہے، وہ لکھتا ہے اور بہت اچھا لکھتا ہے۔

جناب اسپیکر: کس نے نکالا ہے؟

وزیر ریاست و کوآپریٹوو: ہاں۔

جناب اسپیکر: کس نے نکالا ہے؟

وزیر ریاست و کوآپریٹوو: مشرق اخبار والوں نے جرأت ان کو نکالا ہے کم از کم آپ ان کو بلا لیں آپ ان کو کہہ دیں ان مالکان کو۔ اس طرح تو نہیں چلتا ہے کہ آپ پہنچنے کہا بیٹھتے ہو اور کہاں سے ان اخباروں کو چلاتے ہو اور ہمارے صحافی حضرات یہاں پر خدمت کرتے ہیں دن رات لگے رہتے ہیں اور بیٹھے رہتے ہیں یعنی سے شام تک بیٹھے رہتے ہیں اور اپنے بچوں کا روزگار ہیں اس کے علاوہ اور کام کرنیں کر سکتا ہے، بہت سینئر صحافی ہے اگر آپ جانتے ہو مقبول رانا کو۔ تو ان کو جرأت انہوں نے نکالا ہے۔ تو ایک *kindly* آپ کے توسط سے میں ہمارے یہ بات آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ اس پر بھی آپ اگر کوئی ایکشن لے لیں۔ اس پر ان کو بلا لیں جو مالک ہیں ان کو کہیں دیں کہ اس کو واپس کر دیں آپ نے کس بنیاد پر ان کو نکالا ہے۔ تو ایک دوسری *point* یہ تھا کہ یہ تھا کہ ہمارے جو جس طرح بندش ہوئی ہے کچھ وہاں صحافی حضرات کی تنخوا ہیں ہیں وہ بند پڑی ہوئی ہیں ان کو بھی۔ انہوں نے کہا کہ ان کو بھی اگر آپ کہہ دیں آپ *source* لگائیں کہ وہ تنخوا ہیں بحال کر دی جائے۔ جن میں بھی ہم ان کے ساتھ ہیں چوتھی ان کا ایک ڈیماٹ ہیں ڈان نیوز جو 24 نیوز کیپیٹل نیوز انہوں نے یہاں پر اپنے offices ہی بند کر دیئے ہیں جس طرح ہم ہمیشہ یہاں پر یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اسپیکر صاحب کہ ہماری جو آواز ہے وہ پاکستان تک نہیں پہنچتی ہے تو باہر ملکوں تک کیسے پہنچی گی انٹرنسیشنل لیول پر۔ انہوں نے یہاں پر اپنے offices بند کر دیئے کہ یہاں پر کچھ ہے ہی نہیں۔ تو اگر یہ تین چینلوں بند ہو گئے یہاں پر ان کے جو ہیڈ آفس یہاں پر بلوچستان میں ہوتے ہیں۔ ابھی ہماری بلوچستان کی کوئی بلوچستان کی حیثیت پنجاب کے ایک شہر کے برابر بھی نہیں ہے، ہمیں کوئی کوئی کوئی تنخوا ملتی ہے اس لیے

نہیں ملتی ہے کہ ان کے offices بند ہیں اور یہ آہستہ آہستہ بند ہوتے رہیں گے تو کل کو جو بھی بند ہو جائیگا اے آر وائی بند ہو جائیگا پھر ہم لوگ کیا کریں گے تو اس پر بھی آپ اگر کوئی روائی دیدیں یا ایک کمیٹی بنالیں اس کو دیکھ کر اس کو س طرح ان کو مجبور کریں گے کہ آپ نے یہاں پر اپنے offices دوبارہ کھولنے ہوں گے۔

جناب اسپیکر: چلیں اس کو دیکھ کر بات کرتے ہیں پھر انشاء اللہ۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوؤز: پانچواں جو ہے sir یہ جو ہماری اسمبلی سے دو issues ہیں اسپیکر صاحب اس میں ایک یہ ہے کہ ہماری جو کورٹ ہے یہ ایک دم یا لوگ cover نہیں کر سکتے ہیں اور نہیں پہنچا سکتے ہیں کیونکہ پہلے ان کو یہاں پر پارکنگ مل تھی۔ یہاں سے یہ لوگ جو تھے اپنے یہ جو ہمارے یہاں پر On the spot جو بھی کارروائی ہوتی تھی جس طریقے سے بھی ہوتی تھی ان کو highlight کر کے وہاں تک پہنچتے تھے۔ ابھی اب ان کی گاڑیاں باہر ہیں۔

جناب اسپیکر: اجازت دے دی ہے انکو۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوؤز: یہ دے دی تو اچھا ہے۔ دوسرا ان کا جو میڈیا روم ہے سراس میں پہلے تک نہیں ہے کوئی کہتا ہے نہ کمپیوٹر ہے نہ کوئی فوٹو اسٹیٹ مشین ہے نہ کوئی قلم ہے نہ کوئی کاغذ ہے اور باہر کے لوگ وہاں پر outsider بھی بیٹھتے ہیں۔

جناب اسپیکر: سیکرٹری صاحب! اس کو personally دیکھ لیں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوؤز: تو ان کو بھی آپ کوئی آرڈر دے دیں اور یہ سیکرٹری صاحب کو کہیں دیں کہ ان کا تھوڑا خیال رکھیں یہ صحافت تو ہماری زندگی اسی سے ہے ہمارے اسمبلی کی۔

جناب اسپیکر: یہ کامیابی والے بھی مہربانی کریں یہ ماہیک بنادیں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوؤز: وہ آگئے ہیں، انہوں نے strike کی تھی ابھی آگئے ہیں ہمارے ساتھ اور یہ مطالبات ہیں تو حاجی صاحب بھی تھے اور عارف جان صاحب بھی تھے۔

جناب اسپیکر: زمرک خان صاحب ایک اور بھی مہربانی کریں مسلسل کہہ کر تھک گئے ہیں کہ ان مالکس کا تقریباً ڈیڑھ سال سے pending ہے ہوئے ہیں پتے نہیں کہاں پر ہے فانس میں یہیں پی این ڈی میں یہیں چیف منسٹر آفس میں ہیں۔ کیونکہ بالکل آواز صاف نہیں آ رہی نہ میڈیا والوں کو صحیح پہنچ ری ہے تو یہ pending میں پڑا ہوا ہے ڈیڑھ سال سے یہ اسی روای اجلاس میں آپ چیف منسٹر صاحب سے بات کر کے اسمبلی کے فلور پر بتا دیں کہ کیا مسئلہ ہے کیوں نہیں ہو رہا ہے؟

وزیر راعت و کوآپریٹو: انشاء اللہ ایک ہفتے میں میں کوشش کروں گا کروادوں گا۔

جناب اسپیکر: نہیں تو ایم پی ایز کو کہہ دیں گے کہ باہر جا کر چندہ کریں اور مائیک بنادیں۔

وزیر راعت و کوآپریٹو: ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: لگ بھی رہا ہے کہ ڈیڑھ سال میں مائیک ہم change نہیں کر سکیں ہاؤس کے۔

میر اندر حسین لانگو: جناب اسپیکر صاحب! صحافی برادری کی طرح ہم ایم پی ایز کو بھی واک آؤٹ کرنا چاہیے پھر جا کر گورنمنٹ جو ہے ہمارے اور اسمبلی کے پیے release کریں گے۔ اور اس اسمبلی میں کچھ بہتری کے کام ہوں گے۔

جناب اسپیکر: نوابزادہ طارق مگسی صاحب! مہربانی کریں چیف منستر سے بات کریں یہ مسلسل ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہاں پر مسئلے یہ چل رہے ہیں۔

وزیر محکمہ آپاٹی و برقيات: جناب اسپیکر صاحب! سی ایم صاحب آ جائیں، میں اس سے بات کروں گا۔ اور اسی سیشن میں کام مکمل ہو گا انشاء اللہ۔

جناب اسپیکر: جی اسی سیشن میں آپ kindly وہ کر دیں جی شکریہ طارق مگسی صاحب۔ جی شاء بلوج صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہواني: اجازت ہے تھوڑا میں بھی اس پر بولوں۔ جناب اسپیکر اسی issue پر اسلئے بات کرنے کا۔

جناب اسپیکر: جی کس پر؟

ملک نصیر احمد شاہواني: اسی issue پر اس لیے بات کریں گے کہ سی ایم صاحب نے کچھی دفعہ خود سیکرٹری صاحب کو بھی بلا یا آپ بھی میرے خیال میں بیٹھے ہوئے تھے۔

جناب اسپیکر: بالکل۔

ملک نصیر احمد شاہواني: آپ کے چیئرمیں فناں سیکرٹری کو بھی بلا یا۔ جب یہ تمام وہاں پر موجود تھے، اُس کے باوجود یہ نہیں ہو رہا ہے تو پھر کم از کم ایک وزیر سے یا کسی دوسرے وزیر سے یہ۔

جناب اسپیکر: جی طارق مگسی صاحب کو ہم نے۔

ملک نصیر احمد شاہواني: یہ تسلی بخش بات نہیں ہے۔ اور ہمیشہ ان وزیروں کی طرف سے اسد صاحب جب بھی اٹھتا ہے کہتا ہے کہ آوازنہیں آ رہی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ سردار یار محمد رند جب بھی اٹھتا ہے کہتا ہے آوازنہیں آ رہی ہے۔ یا ہم بات کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ میرے خیال میں یہ سمجھیدہ issue ہے جس طرح آپ صحافی جس طرح اندر حسین نے کہا کہ نکل گئے ہم نکلیں گے ایک دفعہ اپوزیشن والے آپ ہمارے ساتھ سب نکلیں گے اُس کے بعد

اگر میرے خیال میں اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے۔

جواب اپیکر: جی شکریہ۔ میں نے مگسی صاحب کو ذمہ داری دی ہے، انشاء اللہ ہوگا۔ ملک سکندر صاحب آپ تحریک التوانہ 2 پر اپنے بحث کا آغاز کر دیں۔

جواب قائد حزب اختلاف: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ سَمِّ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ۔ بہت شکریہ جناب اپیکر صاحب۔ آج کی جو تحریک التوانہ ہے۔ یقیناً ہاؤس کے دونوں طرف کے جو حضرات ہیں۔ وہ اس واقعہ میں شہید ہونے والوں اور زخمی ہونے والوں کے خاندانوں کے ساتھ ہیں۔ جتنا دکھ درود محسوس کرتے ہیں یقیناً یہی دکھ اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے تمام معزز ارکین کا بھی ہیں۔ شمول جناب کے۔ جناب اپیکر! کافی عرصے سے بلوچستان میں خونِ ناجیت بہتا چلا آ رہا ہے۔ ابھی کچھ عرصہ تھوڑا سا وقفہ ہوا ہے۔ اب دوبارہ وہی کیفیت ہے۔ وہی اضطراب ہے۔ صبح جب گھر سے کوئی نکلتا ہے۔ تو شام تک اس کے آنے کی یقین دھانی اس کے گھر والوں کو نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی گھر سے نکلنے والا فرد یہ محسوس کرتا ہے کہ میں شام کو صحیح سلامت اپنے گھر پہنچوں گا۔ جناب جب معاشرے میں اس قسم کی کیفیت ہو تو انگلیاں straight-away ریاست اور اس کے ذمہ داروں کی طرف اٹھتی ہیں۔ کیونکہ آئین میں بھی، اخلاقیات میں بھی، ذمہ داریوں کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ سرکار لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ اور جب سرکار اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرتا۔ تو وہ آکر کہہ دیتا ہے۔ دُنیا میں کئی دفعہ کئی ممالک میں ایسا ہوا ہے کہ جب ذمہ داروں نے اپنی ذمہ داری نہیں پوری کی، تو از خود آکر کہہ دیتے ہیں کہ جی چونکہ ہم نے یہ ذمہ دار نہیں پوری کی۔ یہ ہمارا اخلاقی فریضہ تھا۔ جو ہم نے ادا نہیں کیا۔ لہذا ہم مستغفی ہوتے ہیں۔ تو اخلاقیات میں جب لوگوں کے جان و مال پر وہاں آتی ہے۔ جب لوگوں کی زندگیاں محفوظ نہیں رہتیں۔ اس کے باوجود ذمہ داران اس بات کا احساس نہیں کرتے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اخلاقیات کے دائرے سے باہر کی بات ہے۔ ہونا یہ چاہیے کہ جب ذمہ داریاں پوری نہ کر سکتے ہوں کوئی۔ تو وہ کہہ دیں کے جی یہ ذمہ داری ہم پوری نہیں کر سکتے۔ جناب اپیکر! یہ واقعہ صرف یہ اکیلا واقع نہیں ہے۔ اگر دیکھا جائے تو بلوچستان کے طول و عرض میں ظلم اور ظلم ہے۔ عدل نام کی کوئی چیز کسی بھی جگہ نہیں ہے۔ انصاف نام کی کوئی چیز کہیں بھی نہیں ہے۔ تو ایسی صورت میں احتجاج نہ کرنا بھی میں سمجھتا ہوں کہ بے حسی کی علامت ہوتی۔ اس لیئے میں دو ٹوک انداز میں یہاں یہ عرض کرتا ہوں کہ جس کی جو ذمہ داری ہے۔ وہ پوری کریں۔ میں اس حکومت کرنے سے لوگوں کو کوئی سکون اور چین نہیں ملتا۔ بلکہ لوگوں کو سکون دیا جائے۔ لوگوں کو خوشحالی دی جائے۔ معاشرے میں ہر فرد کی جان و مال کی حفاظت کی یقین دھانی کرائی جائے۔ بلوچستان میں سب سے زیادہ پیسے law and order situation کو کنٹرول کرنے پر خرچ ہوتے ہیں۔ لیکن

اس کے باوجوداًگر law and order کنٹرول نہیں ہوتا۔ تو یہ بازپُرس ہونی چاہیے کہ لاکھوں، اربوں روپے maintain law and order کرنے پر لگتے ہیں۔ اُس کے باوجود اس ظلم کا سلسلہ کیوں جاری ہے؟۔ اب آپ جناب! جس طرح گھر پر یہ افتاد آتی ہے۔ اس کے نوجوان چھینے جاتے ہیں۔ جس گھر میں یہ کہرام مچتا ہے۔ اُس کو اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ میری family کے ساتھ کیا کچھ ہو رہا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ذمہ داران اس بات کا اگر احساس نہیں کریں گے کہ وہ اپنی ذمہ داری پوری کرنے نہیں جارہے۔ جناب اسپیکر! ڈیٹھ سال تک تو اس ہاؤس میں ہم روایات کی بات کرتے رہے ہیں۔ ہم اقدار کی بات کرتے رہے ہیں۔ اور گورنمنٹ کی طرف سے بھی روایات اور اقدار کی بات ہوتی رہی ہے۔ جمہوری تقاضوں کو پوری کرنے کیلئے ہم نے ہمیں ہر سیشن میں جناب اسپیکر! جناب گواہ ہے کہ ہر سیشن میں ہم نے جمہوری روایات کو باقی رکھنے، انکو ترقی دینے کی بات کی ہے اور ہمارے اپنے روایات کو ترقی دینے کی بات کی ہے۔ صوبے میں کرپشن کو ختم کرنے کی بات کی ہے۔ یہاں سے جو غیر قانونی عمل ہوتے ہیں۔ اُنکی نشاندہی بھی کی ہے۔ بارہاں ہاؤس کو ہم بول بھی چکے ہیں۔ لیکن اب تک کوئی خاطرخواہ قدم نہیں اٹھایا گیا۔ ہم نے N.F.C award کے سلسلے میں بارہاں تجاویز دی ہیں۔ بات کی ہے کہ ہمیں ہمارا حق ملتا چاہیے۔ C.C.I کی میئنگز کال کرنے کیلئے ہم نے بارہاں ہاؤس کے فلور کو استعمال کیا ہے۔ لیکن کوئی خاطرخواہ بات سامنے نہیں آئی ہے۔ تو ایسی صورت میں جناب اسپیکر! اب بات یہاں تک آئی ہے کہ ہمیں جو وعدے وعدہ ہوئے ہیں۔ ایک پہچھی عمل نہیں ہوا ہے۔ یہاں پر جو اس وقت اس اسمبلی کا structure ہے۔ جناب اسپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب ہیں۔ جو چیف ایگزیکٹو ہیں اس تمام صوبے کے۔ تمام امور میں انکو مکمل اختیار حاصل ہیں۔ اس طرح منسٹر حضرات ہیں۔ روز آف بنس میں جناب جو منسٹر صاحب کی تعریف ہوئی ہے یا جو اُنکی limitation کیا کہ چیف منسٹر کا وہ status ہے۔ اور منسٹر کا اپنے حلقة کے۔ مانپی منسٹری کی حدود کا ایک ایک لظم کو سنبھالنا۔ اور اسی طرح یہاں جو A's M.P.A ہیں۔ وہ اپنے حلقوں کو represent کرتے ہیں جناب اسپیکر!۔ اس representation کی بنیاد پر انکا یہ حق بتاتا ہے کہ اپنے حلقة کے عوام کے بارے میں جہاں کہیں ہوں، وہ اپنی آواز بلند کریں۔ اور چیف منسٹر کی یہ اخلاقی، جمہوری ذمہ داری بنتی ہے کہ جس علاقے میں وہ جائیں تو وہاں کے representative کو اپنے ساتھ رکھیں۔ اور اُنکی موجودگی میں جو بھی اعلانات کرنا چاہیں وہ اُنکا اختیار ہے وہ کریں۔ لیکن یہاں بلکل الٹ ہو رہا ہے جناب اسپیکر!۔ unconcerned لوگ۔ غیر متعلقہ لوگوں کے نام

فندز۔ وہ دعوئی کرتے ہیں کہ جی۔ حالانکہ یہ دعوئی نہ اخلاقاً درست ہے۔ نہ جمہوری تقاضوں کی بنیاد پر درست ہے۔ اور نہ ہی یہ جو اسے ملکی کا جو پارلیمنٹ کی پالیسی ہے۔ نہ اس پالیسی کے تحت یہ درست ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ رواج کھا جا رہا ہے۔ ایسی صورت میں ہمارے پاس law and order کے سلسلے میں بھی۔ مہنگائی کے سلسلے میں بھی۔ بے قاعدگیوں کے سلسلے میں بھی۔ اور جو غیر جمہوری روایات یہاں قائم ہو رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: فون بند کریں۔ اور آمن و امان پر آپ آجائیں۔

جناب قائد حزب اختلاف: جی آرہا ہوں۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جب یہ ساری چیزیں ہم نے یہاں ڈیڑھ سال میں بار بار یہاں ہم نے اس کا اظہار کیا۔ تو اب ہمارے پاس ان issues کو حل کرنے کیلئے احتجاج کے سوا کوئی دوسرا استثنہ نہیں رہ گیا ہے۔ ہم اپنے حقوق کیلئے بھی۔ بلوچستان کے عوام کے حقوق کیلئے بھی احتجاج کریں گے۔ اور کل 19 ہے۔ 20 تاریخ کو ہم اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کے آفس کے سامنے۔ یہ جتنے بھی M.P.A's ہیں اپوزیشن کے۔ وہاں جا کر اپنا احتجاج 20 تاریخ کو 12 بجے اپنے احتجاج ریکارڈ کرائیں گے۔ (ڈیسک بجائے گئے)۔ اور اس کے بعد اس احتجاج کو اُس وقت تک ہم طول دیں گے۔ جب تک اس ہاؤس میں جو تمام ڈنیا کے پارلیمنٹ میں ایک پارلیمنٹ کی پالیسی ہوتی ہے۔ وہ ہاؤس پارلیمنٹ کی پالیسی approved کرتی ہے۔ اور پھر اس پارلیمنٹ کی پالیسی کو functionaries گورنمنٹ کے جو بیور کریں ہیں۔ وہ اُس گورنمنٹ کی یا پارلیمنٹ کی پالیسی کو وہ پھر implement کرتے ہیں۔ ڈنیا کے کسی کو نے میں بھی کوئی وزیر اس پارلیمنٹ کی پالیسی کو implement نہیں کرتا۔ بلکہ پارلیمنٹ پالیسی بناتی ہے۔ اور جو بھی State کے functionaries ہیں وہ اُس پالیسی کو implement کرتے ہیں۔ اُس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ہر شخص کے جو حقوق ہیں۔ حلتے میں ہے۔ صوبے میں ہے۔ ہاؤس میں ہے۔ وہ محفوظ ہوتے ہیں۔ اور اس طریقے سے اُنکے حقوق پر ڈاک نہیں ڈالا جاتا۔ اس لیئے ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ جو دراندازی ہے۔ اب particularly جناب اسپیکر! اپوزیشن کے حقوق میں unconcerned لوگ آکر اُس میں مداخلت کرتے ہیں۔ یہ اخلاقاً بھی نہیں صحیح۔ یہ جمہوری روایات کے بھی منافی ہے۔ اور یہ قاعدے اور قانون کے بھی منافی ہے۔ اس لیئے کی انہوں نے کورٹ کے ذریعے یہ mandate لیا ہے۔ آج جو لوگ ہارے ہیں۔ وہ آکر ان علاقوں میں آئندہ کیلئے اپنی حالات بنانے کیلئے یا پھر ایک غیر قانونی۔ جو غیر ادار، اسکے منافی اقدامات ہیں۔ وہ ہو رہے ہیں۔ اس لیئے اس کا تدارک ایک ہی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم اس کے خلاف احتجاج کریں۔ اور اس احتجاج کو ہم لیکر چلیں۔ جناب سپیکر! نوال گلی کے روڈ کے افتتاح کے ظاہم پر ایک un concerned شخص نے کہا کہ جی۔ میرے طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ

بھی لوگوں کا اگر ہم کام کرتے ہیں۔ لوگ Courts میں جاتے ہیں۔ حقیقت یہ نہیں ہے۔ اُس کو بھی پتہ ہے۔ اس ہاؤس کو بھی پتہ ہے۔ اور یہ جو functionaries بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان سب کو پتہ ہے۔ کہ ہم ہائی کورٹ اگر گئے ہیں۔ تو لوگوں کے حقوق کے تحفظ کیلئے۔ اور اُس میں مداخلت روکھنے کے لئے۔ اور اس بات کی تعریف کے لئے کہیے تعریف ہو جائے کہ CM کا کیا status ہے۔ منظر کیا جائیت ہے۔ مسٹر کس حد تک کہاں جا سکتا ہے۔ کیا کر سکتا ہے۔ یہ تو نہیں ہے کہ جو جس طرف سے۔ جس کی مرضی ہے جہاں سے آئے۔ ہم تو لوگوں کے حقوق کے تحفظ کیلئے گئے ہیں۔ اور یہی ہم نے اُن سے کہا کہ جی ہمارے حقوق میں جو کام رکے ہوئے ہیں۔ اُس کام کو شروع کیا جائے۔ تا کہ ابھی جناب اپسیکر! اس وقت فروری ہے۔ مارچ، اپریل، مئی۔ صرف تین مہینے ہیں۔ جون کا مہینہ تو یہ ہر جگہ بلوچستان میں بھی اور پاکستان میں بھی ہڑاڈڑ کا مہینہ ہوتا ہے۔ وہاں تو جو کام ہوتا ہے۔ وہ کام نہیں ہوتا ہے۔ یہ تین مہینے ہیں۔ اب اگر تین مہینے میں یہ پیسے خرچ ہونے ہیں۔ وہ خرچ نہیں کیتے جائیں۔ تو پھر یہ 2018ء بھی خالی ہاتھ چلا گیا۔ اور 2019ء بھی خالی ہاتھ چلا جائیگا۔ ہم ان لوگوں کو، ان لوگوں کے حقوق کا ہم کیسے تحفظ کریں گے؟۔ تو اس لیے ہم کورٹ میں اگر گئے ہیں تو اس لیے گئے ہیں۔ ہم نے Stay اس کی نہیں لی ہے کہ جی یہ کام نہ ہوں۔ ہم کہتے ہیں کہ کام ہو۔ ابھی ہو۔ فوری طور پر ہو۔ لیکن کام ہو اُس طریقے سے۔ جس طریقے سے ہونا چاہیے۔ اور یہ تعریف ہو کہ کس کا کو نسامقам ہے۔ کون کس حد تک confined ہے۔ اور کون اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتا ہے۔ تو یہ آج ہم نے یہ اعلان کر دیا۔ اور انشاء اللہ 20 تاریخ کو ہم اس کو implement کریں گے۔ Thank you جناب۔

جناب اپسیکر: جی شکریہ۔ محترم جناب انجینئر زمرک خان صاحب۔ اس کے بعد میں آپ کو دوڑنگا۔ ٹھیک ہے آغا صاحب آپ کو فلور دیتا ہوں۔

انجینئر سیدفضل محمد آغا: شکریہ جناب اپسیکر۔ نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّی عَلَیْ رَسُولِہِ الکَرِیم۔ أَعُوْذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّیطَنِ الرَّجِیْم، بِسِمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِیْم۔ الحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِین۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَسَلَّمَ وَسُبْحَانَ اللَّهِ لَغَنِیْم۔ جناب اپسیکر! قرآن شریف کی ایک چھوٹی سی آیت ہے جناب اپسیکر! ہم سب کیلئے اُس پر عمل کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ۔ (عربی) اپنی زندگی میں ایسے کوئی وعدے اور تقریر یہیں نہ کرو جس پر تم عمل نہ کر سکو عمل نہیں کرتے ہو۔ سوائے تبلیغ دین کے لیکن اب تو ہم پوری امت اس میں لگی ہوئی ہے کہ جو ہم نہیں کرتے ہیں وہ یہ ہم کرتے ہیں۔ اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے اقوال پر ثابت ہوں۔ جناب اپسیکر! آج کا دن جو ہے یہ بہت غم سے بھرا دن ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ آج سے کوئی ہفتہ بھر پہلے میں خود دو جنازے سول ہسپتال سے اپنے عزیز اور اپنے پوتے کا اٹھا کے لے گیا ہوں، اُن کے

لاشیں سول ہسپتال میں ملیں۔ اور کہا گیا کہ ”مقابلے میں مارے گئے“، اور پچھلی سیشن میں میرے غیر حاضری کی وجہ بھی یہی تھی اور میں اُس جلدی میں اور مصروفیت میں آپ کو درخواست بھی نہیں دے سکا۔ تو میری آپ سے اور ہاؤس سے بھی گزارش ہے کہ میری دودن کی رخصت بھی منظور کی جائے، میں پانچ دن وہاں گاؤں میں تھا۔ تو یہ مجھ پر تو گزری ہے۔ اور کل کا جو وقہ ہوا ہے وہ ان افسوسناک واقعات کا تسلسل ہے جو پاکستان بالعموم اور بلوچستان بالخصوص پچھلے 40 سالوں سے برداشت کر رہے ہیں۔ اب اس میں وجوہات کی ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ یہ جو افغان انقلاب آیا، اُس کی وجہ سے جو یہاں کے حالات disturb ہو گئے اور ہمارے وہ آزلی اور ابدی دشمن کو یہ موقع ملا کہ پاکستان کو غیر مستحکم کریں، پاکستان میں تخریب کو فروغ دیں، اور یہ اُس کے لئے بہتر اور fertilize ز میں افغانستان کی اُس کوٹلی ہے، اور وہاں سے وہ interception کر کے ہمارے ہاں چالیں لا کہ افغان ہم اجڑیں اور خصوصاً بلوچستان اُس کا مسکن رہا۔ اور اُس میں جہاں بہت سے یہ ہقدار اور جائز اور صحیح لوگ تھے وہاں کچھ تخریب کا رکھی اس ملک میں اور اس صوبے میں آگئے۔ یہ تو ان کی وجہ سے ہو رہا ہے اور آپ نے دیکھا کہ جب بھی Afghan peace dialogue کی نتیجے پر پہنچنے کے قریب ہوتی ہے تو بلوچستان میں کوئی نہ کوئی ایسا تماشہ قرار دیا جاتا ہے کہ وہ ڈائیلاگ پھر پہنچے چلے جاتے ہیں، اسلئے کہ ہندوستان کبھی بھی نہیں چاہتا ہے کہ افغانستان میں امن آئے، کیونکہ افغانستان کی امن سب سے زیادہ ہماری ضرورت ہیں، پاکستان کی ترقی کی ضرورت ہیں۔ افغانستان ہمارا بازو ہے، وہاں کی ترقی یہاں کی ترقی افغانستان کے امن سے منسلک ہے، لیکن ہندوستان نہیں چاہتا ہے کہ افغانستان میں امن آئے اور پاکستان اور افغانستان ترقی کریں اور یہ سی پیک کا پروگرام جو ہے یہ افغانستان تک چلا جائے اور سینٹرل ایشیا تک چلا جائے، لہذا میں اس کو رد نہیں کرتا ہوں کہ یہ جو کل کا واقعہ ہے یہ بھی ان واقعات کا تسلسل ہے، ایک طرف سے زمئی غلیل زاد اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے ہیں اور دوسرے طرف سے یہ دھماکہ کرایا گیا۔ اب اس میں ہمیں دوسری سائیڈ کو بھی دیکھنا چاہیے کہ ہمارے لاءِ ایئڈ آرڈر کی ایجنسیاں، کل میں آپ کا رپورٹ دیکھ رہا تھا کہ ہمارے ہاں جو ہمارے کچھ لوگ شہید ہوئے، صرف ان کو compensation کیلئے کوئی سوادوار بروپے گورنمنٹ آف بلوچستان نے دی ہے۔ اور بے حساب پیسے ہم ایجنسیز کو بھی دیتے ہیں اور ہمارے صوبے میں باہر کے جو صوبے کے لوگ آتے ہیں سینٹر سرویز کے لوگ، ان کو ہم extra payments بھی کرتے ہیں لیکن اُسکے باوجود یہاں ایف سی بھی موجود ہے، دوسری ایجنسیاں بھی موجود ہیں، پولیس بھی موجود ہیں، لیویز بھی موجود ہے لیکن اس قسم کے اقدامات میں کمی آنی چاہیے۔ وہ اب تک نہیں ہو سکی۔ تو یہ ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے حکومت کی کارکردگی کے اوپر، بلوچستان کے جو لاءِ ایئڈ آرڈر کے جو ذمہ وار لوگ ہیں، ان کے

کار کر دگی کے اوپر یہ ایک بہت بڑا سوال یہ نشان ہے یہ 23 زندگیاں جو کل ختم ہو گئیں۔ اور اُس کے بعد کوئی 25 یا 30 کے قریب لوگ ہسپتا لوں میں در پدر ہیں۔ ان خاندانوں کو ہمارے جو دو خاندان ہیں، یہ تو کئی آپ کو لاشیں ملتی ہیں۔ یہ تو جن کا کچھ پتہ نہیں ہوتا ہے کہ جی مقابله میں مارے گئے۔ تو یہ سلسلہ بندتب ہو گا جب افغانستان میں امن آئیگا۔ جب تک افغانستان میں امن نہیں آتا ہے، جب تک وہاں پر صحیح ایک عوامی نمائندہ حکومت نہیں بنتی ہے، تب تک پاکستان میں یہ حالات رہنے کے امکانات بہت زیادہ موجود ہیں، اس لئے کہ ہندوستان درپے ہے کیونکہ ہندوستان نے اپنے ملک کے اندر کوئی مسلمانوں پر زین تگ کر دی ہے۔ ایک طرف تو 80 لاکھ کشمیریوں کو پچھلے آٹھ میں سے جیل میں رکھا ہوا ہے، دنیا اس پر خاموش ہے، جہاں سوڈان کی بات آتی ہے تو وہاں وہ پر ایسٹ سوڈان کی بات آتی ہے، کہ صحیخ کی بات آتی ہے تو فوراً اقوام متحدة پہنچ جاتی ہے جہاں ایسٹ تیمور کی بات آتی ہے، جہاں انڈیا مسلمانوں کیلئے خاموش ہیں، جہاں کشمیریوں کی بات ہے تو وہاں خاموش ہیں۔ تو ہمارا کوئی نہیں ہے۔ دوسری طرف انہوں نے شہریت کا وہ قانون بنایا جس میں دو نظریے کو ثابت کر دیا کہ صحیح ہے وہ سکھ سیکولرازم کا جو نعرہ تھا اُس کے منہ پر تماشہ مار دیا اور اب ہندوستان میں کہتے ہیں کہ جو مسلمان ہیں وہ ہندوستانی شہری نہیں بن سکتا ہے۔ باقی سب بن سکتا ہے۔ تو جس ذہین سے وہاں مودی بیٹھا ہوا ہے وہ کبھی بھی افغانستان اور پاکستان میں امن نہیں ہونے دیگا۔ لہذا ہماری حکومت کو اور ایجنسیوں کو، میں سمجھتا ہوں کہ اُن کو تدارک تو ہے لیکن مزید اُس کو alert ہونا چاہیے اور اس سلسلے میں حکومت بلوچستان کو اور اُس کو بہت سنجیدہ ہونا چاہیے، آج کا یہ اجلاس میں سمجھتا ہوں اُس لحاظ سے بہت غیر سنجیدہ ہے۔ کیونکہ اس موضوع پر یہاں پر وزیر علی صاحب کو خود موجود ہونا چاہیے تھا۔ سیکرٹری لاء کو ہونا چاہیے، پویس کے ڈیپارٹمنٹ کے جتنے ایجنسی کے لوگ ہیں اُن کو ہونا چاہیے تھا۔ ہمارے دوست منشہ صاحب کو ہونا چاہیے تھا، اسلئے کہ ہمارا یہ اجتماعی غم ہے، یہ پاکستان کا غم ہے، بلوچستان کا غم ہے، سب کا غم ہے۔ اور اس غم میں اگر وہ شریک نہ ہوں۔ اس پر اگر ہم سنجیدہ نہ ہو تو یہ چھوٹے چھوٹے مسئلے جو ہیں نالی ہے، کھبما ہے، اور یہ ہے وہ ہیں۔ اس کے مقابلے میں تو کچھ بھی نہیں ہے، یہاں زندگیوں کا سوال ہے، یہاں بچے یتیم ہوتے ہیں، ہمارے بیٹھیں یوہ ہوتی ہیں، اُن کو پالنے کیلئے کوئی طریقہ کار نہیں ہوتا ہے، اگر اس ہاؤس کو ہم نے اتنا غیر سنجیدہ لے لیا اور ایسے واقعات غیر سنجیدہ لے لیا تو پھر ہمیں سب کو اپنے گریبانوں میں دیکھنا چاہیے۔ باقی تین صوبے ہم پر ہنسنی ہیں کہ یہاں پر اتنا serious قدم کا ہوتا ہے لیکن اُس کے بعد ہمارے گورنمنٹ کے اور حکومتی بچوں کے بھائی جو ہیں وہ اکثر اس معاملے کو serious نہیں لیتے ہیں۔ یہ ہم سب کیلئے باعث طعنہ ہے۔ باہر سے ہم سب کو ایک آنکھ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہاں بیشک ہم لوگ کچھ ادھر بیٹھیں اور کچھ ادھر بیٹھیے ہیں۔ ہم نے توجہ سے اسیلی وجود میں آئی ہے۔ ہم نے ان

کو offer کیا ہے جیسا کہ نیشنل اسمبلی میں مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی نے عمران خان کو offer کیا تھا کہ آپ چلے ہم آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہیں یہاں بھی ہم ڈیڑھ سال سے ان کو عرض کر رہے ہیں کہ ہمارا کوئی اپوزیشن نہیں ہے ہم تھوڑے لوگ ہیں، چھوٹی اسٹبلی ہے۔ ہمارے سب بھائی ہیں ہم آپ کے ساتھ تمام معاملات میں چلنے کو تیار ہیں۔ شاید انہوں نے خود کو بالکل افلاطون اور ارسطو سمجھ لیا ہے اور اپوزیشن میں جو بیٹھے ہوئے ہیں ناسمجھ لوگ ہیں لہذا ہمیں کسی مشورے میں نہ کسی بات میں ان کے ساتھ لیکر چلتا یہ معموب سمجھتے ہیں۔ جیسے کہ ہندوستان اپنے شہزاد اور آچھوتوں کو ساتھ لیکر نہیں چلتے ہیں شاید اس اپوزیشن کو اس آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ اب جو ملک صاحب نے اعلان کر دیا ہے۔ کیا اس کا اچھا سگنل جایگا۔ پورے پاکستان میں۔ کیا پارلیمانی تاریخ میں یہ اچھا سگنل جائیگا۔ ہم جا کے جام صاحب کے چیف منستر کے دروازے پر دھنادیں۔ کیا یہ شائقی ہے، کہ یہ ہمیں بلوچستان کو اچھا نام لیکر دیگی۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں گورنمنٹ آف بلوچستان سے کہ اس معاملے میں لاء اینڈ آرڈر کے معاملے میں سنجیدگی سے کام لیں، یہ قسمی جانیں جاری ہیں، کبھی کسی قافلے پر حملہ ہو رہا ہے کبھی مستونگ میں لوگ زنگ ہو رہے ہیں تو یہ ہم کب تک خواب خرگوش سوئیں گے اور کب تک ہم سنجیدگی کا ماحول نہیں لیں گے۔ یہ ہم اسی بھاگ دوڑ میں ہے، کہ پیسے میں لے جاؤ زیادہ پیسے۔ آپ لے جائیں۔ یہ سیکرٹری میرے کو دے دو وہ سیکرٹری آپ دے دو۔ ہم اس چکر میں لگے ہوئے ہیں۔ بنیادی طور پر اس صوبے کے جو بنیادیں ہیں وہ ہل رہے ہیں۔ مہربانی کریں اس پرسوچا جائے یہاں کے ڈیڑھ کروڑ عوام کے زندگیوں کا محفوظ کیا جائے اُن کو ممن و تحفظ دیا جائے، اُن کی عزت، جان و مال اور آبرو کے حفاظت کی جائے۔ اسلئے میری گزارش ہے حکومتی بیچوں سے کہ ہماری طرف سے ہم ہر وقت تعاون کرنے کو تیار تھے اور تیار ہیں اور تیار ہونگے۔ کیونکہ یہ ہمارا اور آپ کا مشترک گھر ہے، اس آگ کو بھانے کیلئے ہم سب ساتھ ہونگے۔ امید ہے کہ اس پر گورنمنٹ سنجیدگی لیگی اور ایک خاطر خواہ نتیجہ اس ہاؤس میں پیش کریگی۔ جو اس کے درپرده کون تھے۔ جناب اسپیکر! میں آپ کا بھی مشکور ہوں، میں ساتھیوں کا بھی مشکور ہوں اور حکومتی بیچوں کا بھی مشکور ہوں کہ اس میں میری باتوں میں کچھ حقیقتیں تھیں جو کچھ تباہ بھی تھے، جو بہت خاموشی سے سنی۔ بہت شکر یہ۔

جناب اسپیکر: شکر یہ فضل آغا صاحب۔ محترم جناب انجینئر زمرک خان صاحب۔

وزیر مکملہ زراعت و کوآپریٹوں: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکر یہ جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: ثناء بلوج! اس topic پر بات کرنی ہے؟ بالکل آپکا نام آریگا۔ گورنمنٹ کی طرف سے بھی کوئی آئے نا۔

وزیر مکملہ زراعت و کوآپریٹوں: تو جناب اسپیکر صاحب! تحریک التواء جو پیش ہوئی ہے امن و امان کے حوالے سے حقیقتاً ہم نے پہلے بھی کہا جو کل کا واقعہ پیش ہوا ہے دردناک واقعہ ہے افسوس ناک واقعہ ہے، میں اتنا کہوں یہ صرف

اُن خاندانوں کے لئے غم نہیں ہے بلکہ یہ ہماری گورنمنٹ کے treasury benches, opposition کے کیلئے ایک دردناک واقعہ ہے جناب اپیکر صاحب! پورے بلوچستان کے لئے ہے۔ اور بلکہ یہ پورے پاکستان کے ساتھ ایک دردناک واقعہ ہے جناب اپیکر صاحب! آپ خود ماشاء اللہ بہت تجربہ کار ہو اور بہت عرصہ سے اس politics سے وابستہ ہو، پندرہ، بیس سالوں سے اس ملک کے ساتھ ہمارے سر زمین کے ساتھ جو یہ واقعات ہو رہے ہیں جس طرح ہمارا ناقص خون بہایا جا رہا ہے۔ جس میں آپ اگر دیکھ لیں، وکلاء سے لیکر سکول کے بچوں، یونیورسٹی کے نوجوانوں، فورسز کے جوان اس میں FC، فوج، police، levies، as سب کو آپ لے لیں اور اُس کے ساتھ ہزارہ برادری جو ہزاروں لوگ شہید ہوئے ہیں اور ساتھ ہی میں اگر یہ کہہ دوں کے جناب اپیکر صاحب! 2008ء سے لیکر 2013ء تک مختلف پارٹیوں کے کارکن، leadership، اس دھنگردی کا نشانہ بنے۔ اُس میں ہماری عوامی نیشنل پارٹی سب سے پہلے list میں ہے کی بنیاد پر میں بات کر رہا ہوں، اُس میں ہمارے وزیر اُس میں ہمارے وزیر کے خاندان، بیٹھے ہمارے MPAs، MNAs، ہمارے ضلعی صدران، ہمارے تحصیل ہمارے کارکن اُس میں 960 لوگ شہید ہوئے ہیں Bomb کے دھماکوں میں، خودکش میں، target killings میں، اور یہاں تک ہماری سر زمین، میں اگر آپ کو بتا دوں کہ 20 سالوں سے آغا صاحب نے کہا جب افغانستان میں انقلاب آیا، حقیقت میں اُس وقت سے شروع ہوا ہے لیکن ایک 20 سال جو یہاں پر گزری ہے، خاص کر بلوچستان کے اس سر زمین میں پشوں، بلوج اور یہاں کے رہنے والوں پر جو گزری ہے چاہے یہاں پر ہزارہ ہو یا settlers ہوں جو target killings ہوئی ہیں جو بم دھاکے ہوئے ہیں۔ یہ آج کا مسئلہ نہیں ہے، جناب اپیکر صاحب! اس میں یہ حقیقت بات ہے کہ یہ State کی ذمہ داری بنتی ہے، یہ اس law enforcement کی جنسیوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ جس طریقے سے ہم اپنی عوام کو تحفظ دے سکتے ہیں، اور کس طرح اُن کو جو ہے اس دہشت گردی سے بچاسکتے ہیں۔ چاہے وہ کوئی بھی عمل یہاں پر ہو رہا ہو، چاہے کسی کو گریبان سے پکڑا جاتا ہے چاہے کسی کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا ہے اس افسوسناک طریقے سے ہمارے اس زمین کے ساتھ جو ڈرامہ کھیلا گیا ہے اور جو کھیل کھیلا جا رہا ہے دشمن، ہم لوگوں کو target کیا ہوا ہے، خاص کر پختونخواہ کو آپ لے لیں، کراچی کو لے لیں، پھر اس کے بعد بلوچستان کو کیوں کہ ہم نے ہمیشہ کہا ہے کہ جب ہم وہاں پر بیٹھے ہوئے تھے تو بھی ہم یہی کہتے تھے، اور جب ہم یہاں ہم گورنمنٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں تو تب بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ بلوچستان پر ہمارے دشمنوں کی خاص نظر ہے، یہ ایک ایسی سر زمین ہے، جو ایک در پر کی زندگی تو ہم گزار رہے ہیں ایک ایسا صوبہ بن کے ہم اُبھرے ہوئے ہیں کہ ہمارے پاس اللہ کا سب کچھ موجود ہے یہاں پر ہمارے پاس سائل وسائل دیکھ لیں، ہمارے پاس 850,900 کلو میٹر کوٹل ہے ہمارے پاس

سونا ہے copper ہے گیس ہے کوئلہ ہے، چرومیت chrome ہے پتہ نہیں کون کون سی جو اللہ کی طرف سے جو قدرتی نعمت ہے وہ اس صوبے میں موجود ہیں۔ ہم اُس کا فائدہ نہیں اٹھاسکتے ہیں ہمیں ایسے دردناک دشمنگردی سے سامنا کیا ہوا ہے کہ ہم اپنے ایک دوسرے کو گریبان سے پکڑ کے ہم اپنے اُس حقوق کو بھول گئے ہیں کہ جی ہمیں کیا چاہیے ہمیں کس متفق اور کس طریقے سے ایک ہو کے ہم نے اس بلوچستان کو بچانا ہے۔ حقیقت میں کل کا واقعہ اگر ان سے نہ جوڑا جائے تو ہم جوڑ سکتے ہیں کون ہے کون کر رہا ہے خودش ہے، خودش آکے اپنے آپ کو blast کر دیتا ہے صرف اُنکا سر اور ایک ہاتھ اٹھا کے رکھتے ہیں کہ جی بس ختم۔ حقیقت میں اس کو اُس کے بیچ تک پہنچنا چاہیے، اس کے اُس master mind کو پکڑنا چاہیے، کہ یہ جو اس سرزی میں کوئی نہیں نے لٹ پٹ کر دیا ہے۔ اُن لوگوں کو آج پوچھ لیا جائے میں آج صحیح اسلام آباد سے آیا تھا میری پیشی تھی میں سیدہ گیا وہاں پر قیوم کا کڑ جس کا بھائی اس میں شہید ہوا، اُس کے دو بیٹے تھے، اُن سے ملا، جو زخمی تھا اُن سے، ایک طالب علم میرے پاس آتا تھا زیارت کا، وہ کہتا تھا کہ مجھے scholarship دے دو میں پڑھنا چاہتا ہوں۔ کیا خواب اُس نے دیکھیں ہوئے اُسکے والدین نے کیا خواب دیکھیں ہوئے کہ میرا بیٹا بڑا ہو گا اور میرا، ایک وارث بنے گا اور مجھے کچھ کما کر دے گا۔ وہ بھی اس میں شہید ہوا۔ پولیس والے اس میں شہید ہوئے ہیں ہمارے قلعے عبداللہ کے لوگ شہید ہوئے، مقصد یہ ہے کہ اُن خاندانوں کا نہیں ہے یہاں میں گیا وہ بچے ڈرتے ہیں نہیں جاتے ہیں سکول۔ یہاں جس طرح ہمارے business برادری میں ہوتا ہے اُس سے متاثر ہوتا ہے یہ ملک اُس کی معيشت پر اثرات پڑتے ہیں، کل کے اس روڈ پر گزرتے ہوئے لوگ ڈرتے ہیں، یہ مرے والے تو مر گئے ہیں جو نپنچے والے ہیں اُنکا پوچھ لو اُس پر کیا گزرا ہی ہے مجھ پر اور آپ پر کیا گزرا ہا ہے اُس خاندانوں پر ان لوگوں پر، کوئی بھی زندگی عذاب بن جاتی ہے میں تو کہتا ہوں یہ ہماری زمہداری ہے سب نے مل کے ایک ایسے طریقے سے اپنی planning کرنی ہے کہ ہم اُن دشمنوں کو جو یہاں پر ہمارے اس دھرتی کو دشمنگردی کا سامنا کرنا چاہتا ہے اُنکا مقابلہ کرنا چاہیے اور ہم نے بذریعی سے نہیں کیا ہم نے بہت دلیری سے کیا ہے، ہمارے فنڈر شہید ہوئے ہیں ہمارے MPAs شہید ہوئے ہیں۔ ہم نے پھر سینے ایسے کھول کے دئے ہوئے ہیں کہ جی ہم نہیں دستبردار نہیں ہوئے اپنے حقوق سے کبھی بھی چاہے ہمارے حقوق پر ہمارے مر جائیں، لیکن پھر بھی یہاں کے حقوق لا جائیں گے۔ جناب اپنے صاحبِ امداد کرتے ہیں میں اپنی گورنمنٹ کی طرف سے اس واقعہ کی اپنی پارٹی عوامی نیشنل پارٹی کی طرف سے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم مل کے یہ ہم جتنے بھی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، ہم scoring کیلئے نہیں ہیں یہ ہمارے بھائی ہیں سب بیٹھے ہوئے ہیں ہم مل کے سوچ

لیں کہ کچھ عرصہ جس طرح ہمارے opposition leader نے کہا کہ کچھ ہمیں وقفہ ملا ہے اس چیز میں بہترین طریقے سے کہ جی ہم محسوس کر رہے تھے کہ آمن و امان آنے والا ہے لوگ اپنے زراعت کر رہے تھے لوگ اپنے بچوں کو پڑھار رہے تھے لوگ اپنے کارروبار میں تھے لیکن جب ایسا دھماکہ ہوتا ہے تو پورا علاقہ پورا صوبہ جو ہے تشویش ناک صورتحال سے اُن سے سامنا ہوتا ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ میں اُن law enforcement agencies کو محنت کریں اور دن رات ایک کر کے اس کے اُس master mind تک پہنچ جائیں، یہ تو گئے، ہم لوگ تو گئے ہیں لیکن اُس کو نہیں چھوڑنا چاہیے چاۓ جس border سے آتے ہیں چاہیے جس border سے جاتے ہیں وہ صحیح کہا آغا جان نے کہ ہمیں چاۓ کہ افغانستان میں امن ہو، جب امن ہو گا تو یہ چیزیں ختم ہو گی، ناکوئی وہاں سے آیگا نہ کوئی یہاں سے جایگا نہ کوئی ادھر ہو گا ناکوئی ذمہ داری ہے، یہ گورنمنٹ کی زمہ داری ہے کہ ہم نے اس کو control کرنا ہے اور ساتھ ہی میں اسپیکر صاحب! ایک بات کہوں کہ ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب نے کہا کہ جو بھی احتجاج کرنا ہے وہ کر لیں ہم اُنکے ساتھ ہیں۔ جو قانون کہتا ہے جو سپریم کورٹ کہتا ہے جو پلانگ کمیشن کی policy ہے اُس کے تحت ہم ان کے ساتھ ہیں اور انکے ساتھ کھڑے رہیں گے کہ جو بھی حقوق ہیں MPAs کی Chief Ministers کی Minister کی اُنکے ساتھ رہیں گے لیکن یہ دیکھ لیں، کہ ہماری جو قانون سازی ہے ہمیں وہ کرنا چاہیے، ہم کی تقسیم نہیں کر سکتے ہیں۔ ہم بذریعات نہیں کر سکتے ہیں ہم اگر گئے تھے نواکلی میں تو وہاں پر ایک Senators صاحب تھے اور ایک منستر تھا، منستر کہیں بھی جاسکتا ہے منستر صرف قلعہ عبداللہ کا نہیں ہوتا ہے وہ پورے بلوچستان کا ہوتا ہے، جو بھی یہاں پر منستر بیٹھے ہوئے ہیں اُنکی زمہ داری ہے کہ ہر صوبے میں ہر District کو ہر تحصیل کو سننجالیں، ہر ایک آدمی تک پہنچ جائے ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم پہنچ جائیں اور ہماری خواہش ہے کہ اُس بنیاد پر چاہیے وہ زراعت کے اسکیمات ہوں، چاہیے وہ education کے ہوں، چاہیے وہ health کے ہوں، چاہیے وہ papers تیار ہوتے ہیں اور پھر جہاں ضرورت کی بنیاد پر وہ چیزیں دیتے ہیں کہ جہاں Hospital ضرورت ہے وہاں Hospital دیتے ہیں جہاں پرتالاب ضرورت ہے وہاں پرتالاب دیتے ہیں جہاں پر سکول کی ضرورت ہے وہاں پر سکول دیتے ہیں۔ یہ گورنمنٹ کا کام ہوتا ہے گورنمنٹ کوں ہوتے ہیں؟ وہ cabinet ہوتی ہے اور cabinet اپنے احکامات جاری کرتے ہیں departments کو اور departments اس پر عملدرآمد کرتی ہے، یہ جو ہے MPAs کا کام نہیں ہوتا ہے کوئی غلط کام ہوتا ہے کوئی غلط اقدام ہوتا ہے وہ بالکل آپ کہہ دیں، ہم

اپوزیشن لیڈر کے ساتھ ہیں۔ لیکن اس بندیا پر اگر کوئی کہہ دیں کہ ہماری مرضی، زمرک خان کی مرضی کے مطابق بھی نہیں ہوتا ہے۔ یہ Planning Commission as a Minister ہمیں اجازت نہیں دیتی ہے کہ جی ہم بیٹھ کے خود تقسیم کریں یا میرے حلقہ میں، میرے نام پر ایک ارب روپے آجائیں اور میں تقسیم کرلوں۔ یہ policy نہیں ہے۔ یہ ہے کہ ہم اکے ساتھ ہیں انشاء اللہ پھر بھی انکا خیال رکھیں گے یہ ہمارے بھائی ہیں ہم بھی اس اپوزیشن میں رہے ہیں یہ بھی رہے ہیں، کل پھر میں وہاں پر بیٹھوں گا اگر مجھے زندگی ملی یا میں جیتا، اس طرح نصر اللہ زیرے صاحب کو یاد ہے کہ جب میں نے ایک دفعہ ان کو کہا بات ہم کرتے تھے میں نے کہا کہ وہاں پر آج۔ (مداخلت)۔ وہ ابھی میں اکیلانہیں ہوں میرے ساتھ چار ہیں ہم ابھی خدا کے فضل سے، ہمیں مشترک کے فیصلہ وہ کرنا ہے، (مداخلت)۔ نہیں اگر آپ، آپ اگر ہماری طرف آجائے تو کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔ (مداخلت)۔ نہیں نہیں کر سیاں بہت ہے۔ یہ سارے ہمارے حصے میں ہے۔

جناب اسپیکر: آگے بڑھا دیں گے۔

وزیر راعت و کواپریٹیو: نہیں نہیں۔ ہم آپ کو ہی۔ اسپیکر صاحب! ہم انکو ادھر ہی سارے treasury benches شمار کر دیتے ہیں آپ اگر order کر لیں یا آنا چاہتے ہیں تو ہم سارے گورنمنٹ کے ہو جائیں گے۔

جناب اسپیکر: جیسے ریسانی دور میں ہوا تھا۔

وزیر راعت و کواپریٹیو: لیکن یہ نہیں، میں نے انکو کہا تھا کہ ایک دن آیا گا کہ میں ادھر ہوں گا آپ ادھر ہونگے۔

جناب اسپیکر: گورنمنٹ کا دل بڑا ہے۔

وزیر راعت و کواپریٹیو: وہ وہی ایک دن آیا گیا، آج وہ وہاں پر اکیلا بیٹھا ہے میں یہاں چار بندوں کے ساتھ بیٹھا ہوں۔ تو آخر میں میں جناب اسپیکر صاحب! اس واقع کی پر زور مذمت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔

وزیر راعت و کواپریٹیو: اور اس مطالبہ کے ساتھ، مطالبہ تو نہیں کرتا ہو کیوں کہ گورنمنٹ کا as a Minister یہ کہتا ہوں کہ law enforcement agencies پر زور دے دیں اور آئندہ کوئی ایسا واقع نہیں ہو۔ جو ہوا وہ تو ہو گیا ہم اکے ساتھ ہے اُنکے ساتھ رہیں گے اُنکے خاندانوں کے ساتھ یہ پورے ہمارے سب کے ساتھ ہے پورے پارٹی کاغم ہے پوری گورنمنٹ کاغم ہے، تو انشاء اللہ اس امید کے ساتھ کہ ہم انشاء اللہ یہ ہاتھ دشمنوں تک پہنچیں گے اور اس واقعات کو روکنے کی کوشش کریں گے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ زمرک خان صاحب۔ محترم جناب ثناء بلوج صاحب۔

جناب شناع اللہ بلوچ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

جناب اپیکر: پرچیاں پہلے آئیں ہیں؟۔ کچھ تو اپیکر بھی اپنا۔ جی آپ گورنمنٹ کی طرف سے ایک ہو گیا ہے نال، الگی دفعہ، ٹول آپ تین ہیں بولنے والے۔۔۔ (مداخلت)۔ جس نے ہاتھ اٹھایا اُسکو۔ بالکل ہاں۔

جناب شناع اللہ بلوچ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکریہ جناب اپیکر!

جناب اپیکر: اچھا پھر ادھر سے تو ہو گا نہیں۔

جناب شناع اللہ بلوچ: شکریہ جناب اپیکر! آج بلوچستان کے لئے، بلوچستان کے عوام کے لئے اس اسمبلی کیلئے اور بلوچستان کے ہر پچ، ماں، بوڑھے، بھائی کیلئے انہائی درد اور کرب کا ماحول ہے، ہماری تقریروں سے شاید، ہماری دلیلوں سے یا ہمارے اعداد و شمار سے حکومت کی کارکردگی کا اندازہ آپ کریں ناکریں لیکن کل کی اگر آپ social media پر چلنے والی اُن پہاڑ جیسے نوجوانوں کی آنکھوں سے بہنے والے آنسو، اور وہ جو شخص زمین پر گر رہے تھے ایک ایک کر کے جانوروں کی طرح، اُنکی وہ بے جان سی لاشیں، وہ ماحول اور Hospital میں زمین پر گرے ہوئے لاشیں، اُن پر ڈالی ہوئی چادر اور اس کے ارد گرد ماتم کرتے ہوئے نوجوانوں کے اگر آپ چھرے آپ دیکھ لیں تو آپ کو خود اندازہ ہو جائیگا کہ بلوچستان کہاں کھڑا ہے، اور بلوچستان میں اس وقت کیا ہو رہا ہے، بلوچستان بولتا نہیں ہے، بلوچستان میں بھم دھا کے بولتے ہیں۔ بلوچستان میں گولیوں کی گنج بولتی ہے بلوچستان کا ہر دوسرا دن ماتم اور تکلف میں گزرتا ہے۔ جناب والا! جو صوبہ یہ سارے مسائل میں ہمیشہ سے یہی کہتا چلا آرہا ہوں، آپ کو یاد ہو گا آج سے کوئی تین چار دن پہلے ہم نے اسمبلی کا جوا جلاس طلب کیا اُس میں آمن و امان بلوچستان میں آمن امان کی بگڑتی ہوئی صورتحال ایک اہم نقطہ تھا اور اس تقریر میں بھی میں نے یہی بات اشارہ کیا کہ بلوچستان اسمبلی میں حکومتی اراکین اور زمہداران میں سے کوئی ایک نہیں ہے، ہم بلوچستان کو جلتا ہوا دیکھ رہے ہیں، ہم بلوچستان کو خون میں نہاتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، ہم بلوچستان میں مایوسیوں کے بادل بڑھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، ہم بلوچستان میں آنسوؤں کے نہر بیہاں پر بہتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ ایک سیاسی باشمور معاشرے کا شخص اگر اپنے معاشرے کی نبض پر ہاتھ رکھتا ہے تو اُس کو آنے والے کل کا پتہ ہوتا ہے اگر کسی سیاسی رہنماؤ کو اپنے آنے والے کل کا پتہ نا ہو تو وہ واقعات پر روتا ہے۔ میں اس واقعہ پر نہیں روا رہا ہوں مجھے میں رونا آرہا ہے بلوچستان کی حکومت کی اس صورتحال پر کہ وہ ان چیزوں کی foreseen prediction، ان چیزوں کی منظر کشی نہیں کر سکتا، ان کی پیشن گوی نہیں کر سکتا، ان کی prediction نہیں کر سکتا، آپنی مایوس کارکردگی کی بنیاد پر بلوچستان کو مسلسل زوال کی جانب بڑھانے میں جو اس کا کردار ہے اُس کو محسوس نہیں کرتا، مجھے اس بات کا زیادہ ماتم ہے جناب والا! وہ تو افراد اور خاندان اپنے گھروں میں

ما تم کر رہے ہوں گے لیکن آج پورا بلوچستان ماتم زدہ ہے۔ جناب والا! 18 مہینوں میں بلوچستان کے ہمالیہ جیسے، ہمالیہ یعنی بہت اُپنی پہاڑ جیسے مسائل پر ہم نے بارہا یہ بات کی کہ بلوچستان ایک بند کمرے میں ایک بڑی سی میز پر آٹھ دس کرسیوں پر بر اجمن civil bureaucracy کو اپنی جو ہے غلام بنانے کے صحیح دس بجے سے شام پانچ بجے تک بیٹھا کر اُن سے کاغذیں لکھوانے سے، اس کو good governance نہیں کہتے، اس کو اچھی حکمرانی نہیں کہتے، یہ مشاورت نہیں ہے، یہ آپ اپنے فیصلے ان سیکھیوں پر bureaucracy پر بلوچستان کے عوام پر ٹھونسنے کی تو کوشش کر رہے ہیں ایک اچھی حکومت کیا ہوتی ہے جناب والا! اُس میں مشاورت ہوتی ہے، اُس میں مفاہمت ہے، اُس میں بات جیت ہوتی ہے، اُس میں مکالمہ ہوتا ہے اُس میں اپنے مسائل پر ایک دوسرے سے مل بیٹھ کے اُنکے حل کے لئے کوئی رہ نکالنے کیلئے کوئی تجاویز ہوتی ہیں۔ لیکن 18 مینے سے بلوچستان میں یہ تمام چیزیں ناپید ہیں۔ ہم 18 مہینے سے یہ دیکھ رہے ہیں کہ بلوچستان ہر گز رتے دن کے ساتھ ایک بہت بڑی دلدل میں دھنستا جا رہا ہے۔ اور بلوچستان میں ہمیشہ یہ کہا جاتا ہے حکومت ہر دوسرے statement دیکھ لیں ”کہ بلوچستان میں امن قائم ہو گیا ہے۔“ بالکل، جب حکومت کا vision اتنا مدد ہو بلوچستان میں ایک لاش کے گرنے سے دوسرے لاش کے گرنے تک کہ درمیان کے وقفے کو بلوچستان میں امن کہا جاتا ہے۔ بلوچستان میں ایک بم دھا کے سے دوسرے بم دھا کے کے درمیان خاموشی کو امن کہا جاتا ہے۔ بلوچستان میں ایک بس میں 22 افراد کے جلنے سے دوسرے بس میں 22 افراد کے جلنے تک کے درمیان کے وقفے کو سکون کہا جاتا ہے۔ یہاں پر جو صورتحال ہے وہ بلوچستان کی منظر کشی کر رہا ہے، ہم نے اسی لیے کہا تھا جناب والا کہ جب حکومت ہوتی کیا ہے۔ جناب والا! حکومتیں اُمید کا موجب ہوتی ہیں، حکومتیں اُمید پیدا کرتی ہیں، ہر پانچ سال کے بعد جب عوام نکلتے ہیں وہوپ میں سردی میں غریب یہاں پرے، یتیم، لاچار، معذور، ڈھنڈے پکڑ کر ایکشن بوتحم میں جاتے ہیں جب ایک نئی حکومت کا انتخاب کرتے ہیں کہ اُن کو ایک ایسی قیادت ملے جو ان کو امن اور خوشحالی دے۔ یہ کہنے کو تو بہت چھوٹے لفظ ہیں دو، امن اور خوشحالی۔ لیکن میں آپ کو بتاتا ہوں کہ بلوچستان کے context میں امن کے کیا معنی ہیں۔ اور خوشحالی کے کیا معنی ہیں۔ آج بلوچستان کی پیٹھتی ہیں اسلام آباد میں کہتے ہیں کہ ”جی بلوچستان میں امن اور خوشحالی آگیا ہے“۔ بلوچستان بتتر تریخ شعلوں کی زد میں ہے۔ یہ صرف وقت کی دیری ہے میرے پاس تمام incidents میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں جناب والا! کہ امن اور خوشحالی کیا ہیں۔ جب لوگ امن کی بات کرتے ہیں کہ ایک پر امن بلوچستان ہونا چاہیے جناب والا چوری اور ڈکیتی سے تحفظ، اغوا و تشدد سے تحفظ، خوف و ہراس سے تحفظ، منشیات سے تحفظ، بچوں کو تحفظ، عورتوں کو تحفظ، اکثریت و اقلیت کو تحفظ، منظم گروہ اور ما فیا وؤں سے تحفظ، بندوق اور گولیوں

سے تحفظ، بم اور بارود سے تحفظ، یہ ہے جناب والا امن، اور جب ہم امن کی بات کرتے ہیں تو یہ سب اس کے نیچے آتے ہیں۔ آپ مجھے بتائیں بلوچستان میں گزشتہ دنوں ایک خوبصورت شہزادہ اپنی ماں کی گود میں جان دے بیٹھا نشیات فروشوں کے ہاتھوں۔ اور یہ بات آج سے دو دن پہلے اگلے دن جب سمیع اللہ مینگل کی شہادت ہوئی اُس سے ایک دن پہلے اسمبلی میں میں نے یہی بات کی اور ایک سال پہلے میں نے نشیات کے خلاف قرارداد یہاں پر پاس کروایا ہم نے۔ آج پورے بلوچستان میں نشیات فروشی، پرچون اسٹور کا رروبار بن گیا ہے۔ آج بلوچستان کے نوجوان اپنی تعلیم چھوڑ کے، اپنے گھر کے روزی اور روتی کمانے کا طریقہ چھوڑ کے خضدار سے کوئی تک پیدل مارچ کرتے ہیں کہ اس سوئی ہوئی حکومت کو، اس WhatsApp والی حکومت کو، اس تیز والی حکومت کا جگانے کے لیے کہ جناب والا بلوچستان کے نوجوانوں سالانہ 15 ہزار نوجوانوں کو زہر فروشی کی جا رہی ہے۔ نشیات کے چھوٹے چھوٹے اڈے بن گئے ہیں۔ اور آپ کہتے ہیں کہ ہم بلوچستان میں good governance قائم کیے ہوئے ہیں۔ اُس سمیع اللہ مینگل کی شہادت کا ذمہ دار کون ہے؟۔ کون اُس لاش کو جو مان کے گود میں دم تھوڑا رہا تھا۔ جب اُس کے سینے میں گولیاں لگی اُس کے ماں نے یہ فریاد کی جب اگلے دن ہم فتح کے لیے گئے ان کے گھر والے آکے ملے۔ کہتے ہیں کہ شاء ہم ساری زندگی سب کچھ بول سکتے ہیں کہ لیکن وہ ماں کیسے بھول سکتا ہے جب سمیع اللہ مینگل اُس کی ہاتھ میں تھا اور اُس کی سانس منہ سے آنے کے بجائے اُس کی پیٹ سے آرہا تھا۔ یہ بلوچستان ہے جناب۔ اور کل کتنی لاشیں گریں۔ کل ان کی سانسیں بھی ان کے پیٹ سے آرہی تھی۔ کسی کے سینے سے آرہی تھی۔ میں تو کبھی کبھی اور خوشحالی کیا میں آتا ہوں تھوڑا اُس طرف۔ بلوچستان کے عوام جب کہتے ہیں کہ خوشحالی، خوشحالی کیا ہے۔ جناب والا! جب بلوچستان کے عوام خوشحالی کا سوچتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ جو ہم نمائندے منتخب کرتے ہیں ایک اچھی حکومت آتی ہے۔ تو ہمیں روزگار کے موقع فراہم کرے، وہ ہمیں تعلیم کے موقع فراہم کرے، وہ ہمیں صحت کے سہولتیں دے، وہ ہمیں محفوظ اور بہتر سڑکیں دے، وہ ہمیں پینے کا صاف پانی دے۔ وہ ہمیں گیس اور بجلی کی فراہمی ممکن بنائے۔ وہ ہمارے عزت اور وقار، ہماری honour اور dignity کے اندر safeguarded ہے اُس کو ensure بنائے۔ وہ ہمیں برابر کا شہری سمجھے اور ہمیں تعصب سے پاک معاشرہ دے۔ یہ ہوتا ہے جناب والا لوگوں کی امید اسی لیے وہ جا کے پرچیوں پر ووٹ لگاتے ہیں۔ یہاں کسی کوشش نہیں ہے لیکن کہ دن میں نہ آپ کے چہرے کے لیے اور نہ میرے چہرے کے لیے اور نہ کسی اور کے چہرے کے لیے یہاں پر لوگ جا کے ووٹ دیتے ہیں۔ اور ہم جب بلوچستان میں جو ملک صاحب نے بات کی میرے دوست بھی کہہ رہے تھے کہ جی ہم سب ایک ہے، ہم سب بلوچستان کی ترقی کے لیے کوششیں کر رہے ہیں۔

ہیں۔ میں تو کبھی کبھی حیران ہوں ان بادشاہ خودکش حملہ آوروں پر جب بلوچستان میں خودکش حکومت ہے تو خودکش حملہ آوروں کی کیا ضرورت ہیں۔ ایک صوبہ خود جب سال میں 12 ہزار افراد کو یمن سر سے اموات موت دے دیتا ہیں، ایک صوبہ یا ایک حکومت جو سالانہ سولہ ہزار شہزادے معصوم نوجوانوں کو منشیات کا شکار بناتی ہیں، یہاں کسی خودکش کی ضرورت ہے۔ خودکش پیچارہ پتہ نہیں کس نے اُس کو بے وقوف نایا ہے جیکٹ پہنا کے بھیجتے ہو، بھائی یہ خودکش حکومت بلوچستان میں سالانہ خود لاکھوں لوگوں کو موت کا شکار بناتی ہے۔ جو حکومت سالانہ جعلی ادویات کے ذریعے سے 8 ہزار انسانوں کو موت کے گھاٹ اُنار دیتی ہے صوبائی حکومت، یہاں پر خودکش حملہ آور کی کیا ضرورت ہے۔ جناب والا! جو حکومت پلی صراط جیسے سڑکوں پر تیز رفتار بسوں میں انسانوں کو ڈال کر ان کو ڈیزیل اور پیٹرول کی گڈیوں سے تصادم کرو کے ہلاک کر دیتا ہے۔ سالانہ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو حادثات کا شکار بنانے والی حکومت کے بعد خودکش حملہ آور کی کیا ضرورت ہے۔ یہ صوبہ تو روز لاشیں اٹھاتا ہے۔ اس صوبے میں روز لاشیں جلتی ہیں۔ روز لاشیں بھسم ہوتی ہیں۔ اور دوسری بات یہ کہ میں کہتا ہوں خودکش حملہ آور والے سے کہ تمہیں کیا ہو گیا خدا کے بندے اپنی بھی جان گنو بیٹھی۔ یہ حکومت بہت مصروف ہے۔ اس حکومت کی بہت سی مصروفیات ہیں آپ کا یہ دھماکہ خواہ خواہ ان کی کچھ مصروفیات میں مداخلت کا باعث بن رہا ہے۔ کم از کم بلوچستان کی غریب جو خودکش حکومت کے ہاتھوں ہزاروں کے افراد میں لوگ لقمه اجل بنتے ہیں، ان کو ان غریبوں کو مارنے کے بجائے آپ کا دھماکہ حکومت کے کام میں جو ہے دھل کا باعث بن رہا ہے۔ اور وہ کام ہے کیا کہ جناب والا مارچ میں جیپ ریلی ہونے والی ہے اس خودکش حملہ آور کو اتنا تور حکم سے کم اس حکومت پر کرنا چاہیے تھا۔ یہ قمارچ کی ریلی کو خراب کرنے کے لیے اس نے خودکش حملہ کر دیا۔ جناب والا یہ حکومت ان سارے شریف منتخب نمائندوں کے حلقوں میں مداخلت میں مصروف ہے۔ وہاں پر مرضی کے posting transfers کروارہی ہے۔ ان کی اسکیمیوں پر قبضہ کر رہے ہیں۔ ان کی اسکیم بیچ رہے ہیں۔ یہ حکومت جب اُس میں مصروف ہے تو آپ کم از کم حملہ کر کے خودکش حملہ آور آپ ان کے اس کام میں مداخلت کر رہے ہو۔ یہ حکومت جو PSDP میں جعلی اسکیمات 20 ارب روپے کے قریب ہیں جو اُن افراد کو دی گئی ہے جن کو عوام نے انتخابات میں الیکشن میں مستقر ارادیا اُس 20 ارب کے اسکیمات پر عملدرآمد اور بذریعہ بانٹ میں مصروف ہے۔ اس دھماکے نے اُس کام میں قھوڑی سی مداخلت کی۔ میں تو ہاتھ جوڑتا ہوں بابا! یہ غریب صوبہ ہے یہاں پر روز لاشیں گرتی ہیں آپ کم سے کم ان غریبوں کی لاشیں مت گروائیں۔ اگر آپ نے جس طرح فضل آغا صاحب نے کہا کہ یہ ورنی آلہ کار ہیں، بین الاقوامی سازشیں ہیں، پتہ نہیں یہ بین الاقوامی سازش والوں کو یہ بلوچستان کے ننگے، بھوکے، پیاسے، بیروزگار، غریب، یتیم لاچار نظر آتے ہیں۔ یہ ورنی سازش والے صرف ہمارے گھر کے

دروازے اور ہمارے گھر کے راستے ان کو پتہ ہیں۔ مجھے انہوں اس بات کی ہے کہ پتہ نہیں کل میں کیسے نکلے گیا۔ کل یہاں PAC کی meeting ہو رہی تھی، میں main chair سے لکھا اور دوستوں اجازت لی۔ میں نے کہا کہ آدھا خاران جو ہے بیچارہ میرے علاقے کے مریض یہاں آتے ہیں سرکاری ہسپتال تو مذکون خانے بننے ہوئے ہیں۔ وہاں پر کسی کو بھیجے تو 25,300 کروڑ کی جعلی ادیات بھیجی ہے تو آپ مریض کو بھیجے حکومت اُس کو موت کی گولیاں دے کر جلد از جلد آپ کا جان چھوڑ دادیتا ہے اُس۔ تو لوگ مجبور ہیں غریب بیچارے لاجپت یہ اس طرح اس طرح بننے ہوئے ہیں جتنے ہیں shopping mall بلوچستان میں نہیں ہے جتنے ہیں private hospitals ہیں۔ راستے بھی بند ہیں۔ تو میں نکلا اپنے کسی مریض کا پوچھنے تو میں سول ہسپتال کے راستے سے گزرتا تو یہ ریلی مجھ سے 5 منٹ کے فاصلے پر یہ مجھ سے cross ہی کیا اس نے۔ میں تک پہنچا ہوں جناب والا یہ بم دھماکہ ہوا ہے۔ یہاں پر اس شہر کا چلنے پھرنے والا کوئی شہری وہ محفوظ نہیں ہے۔ میں security forces کو مورداً الزام ٹھہرانا نہیں چاہتا، گوکہ بلوچستان میں 64 ارب روپے، 44 ارب روپے بلوچستان میں خرچ کیے جاتے ہیں۔ 22 ارب روپے کے قریب بلوچستان میں law and order کے حوالے سے development پر خرچ کیے جاتے ہیں کل ملا کر کے جناب والا 64 ارب روپے ہوتے ہیں۔ آپ کی اس وقت جو 400 billion کی یا 420 billion کی آپ کا total budget ہے اُس کا ساتواں حصہ لوگوں کو پر امن زندگی فراہم کرنے پر گزرتا ہے۔ یعنی آپ کے بجٹ کا ساتواں حصہ بلوچستان میں آپ کو بم دھماکوں سے بچانے، آپ کو نشیات سے بچانے، آپ کو خوف و ہراس سے بچانے، آپ کو گولی اور بارود سے بچانے کے لیے خرچ ہوتا ہے۔ لیکن جناب والا آپ مجھے بتائیں کہ اس کا نتیجہ کیا ہے۔ دو پولیس والے شہید ہوئے۔ وہ ماماںالانی کی تصویر آئی اُس بیچارے کا کیا قصور ہے۔ ہم establishment کو security کے لوگوں کو مورداً الزام ٹھہرانا نہیں چاہتے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ کیوں ہوتے ہیں۔ میں نے آج سے کوئی دن پہلے ایک artical لکھا جو میں چھپا بھی تھا۔ the news Balochistan a State of Despair میں مایوسی خدا واحد شاہد ہے ہم لوگ سیاسی لوگ ہیں میں آپ کو ابھی سے بتاؤں گا کہ بلوچستان کس طرف جا رہا ہے اور میں آپ کو ڈیٹا دوں گا۔ یہی ٹرینڈ 2000ء میں شروع ہوا تھا۔ آج 2020ء کے ہم دوسرے مہینے کے درمیان میں کھڑے ہوئے ہیں لیکن بلوچستان میں تین سے چار خطرناک قسم کے بم دھماکے ہوئے ہیں۔ دو مسجدیں ہوئے ہیں اور دو شاہرا ہوں میں ہوئے اور روزانہ کی تعداد میں یہ دھماکہ ہو رہے ہیں۔

میں اگر کوئی security analysis کی تجویز کرتا ہے۔ کوئی بلوچستان کے economic,social,political aspects کو غور سے دیکھتا ہے۔ جو بلوچستان کے مایوس نوجانوں سے گلی گوچوں میں بازاروں میں، اپنے گلیوں کے علاقوں میں اور constituency سے ملتا ہے وہ بڑی اچھی طریقے سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ بلوچستان بڑی تیزی سے دوبارہ ایک پر تشدید حالت کی طرف بڑھ رہا ہے۔ آپ سیکورٹی crisis کا governance ہے 64 ارب کے بجائے 6 سوارب روپے بھی ڈال دیں، لیکن جب governance کا crisis ہو، جب حکومت کو علم ہی نہ ہو کہ میں نے پولیس سے نشیات کے خلاف کیسے کام لینا ہیں؟۔ میں نے معاشرے کے شہریوں کا اعتماد کیسے بحال کرنا ہیں؟۔ میں نے منتخب نمائندوں کے ساتھ مشاورت مفاہمت coordination کیسا تھہرو اربط کیسے جوڑنے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں جناب والا کیسے ہو گا۔ میں مثال کے طور پر آپ کو کہوں، بلوچستان کے اندر governance کیا تھی اور بلوچستان میں ہے کیا۔ میں نے اُس دن کہا جناب والا جب open governance ہوتی ہے۔ ہم اپوزیشن کے ممبر ہوتے ہوئے بھی ہم وزیر اعلیٰ کے پاس جا کر کہہ سکتے تھے کہ جناب والا یہاں یہاں پر خامیاں ہیں، شاید کوئی اچھا وزیر اعلیٰ ہوتا تو پہلے آپ چائے بھی پلاتا اور وہ آپ کی بات بھی سنتا اور کہتا شاء صاحب، ملک نصیر صاحب، ملک سکندر صاحب بالکل آپ لوگ صحیح کہہ رہے ہیں۔ ہم اس پر ایک مشاورت کرتے ہیں بلوچستان کے development پر ہم نے ان کے ساتھ بات کی، ہم نے نشیات پر بات کی، ہم نے امن امان پر بات کی۔ لیکن جب اس طرح کے governance ہے بلوچستان کے وزیر اعلیٰ کے دروازے سے اُن کے اپنے minister داخل نہیں ہو سکتے ہیں۔ تو خیالات کسی کے اُن تک پہنچے گے کیسے وہاں پر مشاورت ہو گی۔ اور بلوچستان ہمارا ہے اس کی سڑکوں سے ہم گزرتے ہیں اگر بلوچستان اسی طرح جلتا رہے گا اس کا سب سے پہلے نشانہ ہم بنیں گے۔ وہ لوگ جو اس طرح کی communities میں، اس طرح کی dresses میں یہاں اس طرح کی CM secretariat میں رہتے ہیں وہ شاید اس سے محفوظ ہوں گے۔ لیکن بلوچستان کا ایک غریب محفوظ نہیں ہے۔ ہم سمجھتے ہیں جناب والاصمیع اللہ مینگل کی شہادت نے آپ کو ایک clear پیغام دیا ہے اور آج تک حکومت کی طرف سے اظہار افسوس تک نہیں ہوا۔ آج یہاں پر واقعہ ہوا اسمبلی میں آج مجھے علم نہیں کون کہاں پر ہے۔ اور قائد ایوان سمت حکومت کے تمام اراکین کو کیونکہ حکومت کا ایکنڈا ہے آج ماتھی لب و لبج میں آ کر اس کی مذمت کرنی چاہئے تھی۔ آج وہ شہزادے جو سول ہسپتال کے مردہ خانے میں اپنے مردوں کے ساتھ لپٹ کر رور ہے تھے اُن کی حوصلہ افزائی کے لیے حکومت کو پہنچ جانا چاہئے تھا۔ لیکن مجھے وہاں پر کوئی بھی نظر نہیں آیا جناب والا۔ کیا ہم سمجھیں کہ

بلوچستان میں حکومت نام کی چیز ہے۔ کیا لوگ کسی پر اعتماد کریں اعتبار کریں۔ حوصلہ ان کا بلند ہو۔ لوگوں کے حوصلے پست ہو گئے ہیں۔ اور جب حوصلے پست ہوتے ہیں معاشرے میں مایوسی، آتا ہے، اضطراب آتا ہے، معاشرے میں ہیجان کی کیفیت ہوتی ہے، معاشرہ تشدیکی طرف بڑھتا ہے۔ اصل میں عوام حاکم کے استقامت کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں۔ ہمیں یہاں پر ایک مستحکم اور ایک استقامت پسند حاکم نظر نہیں آتا اور استقامت والی حکومت نظر نہیں آتی اسی لیے لوگ اپنا اعتماد کھوچکے ہیں۔ ملک صاحب نے کہا کہ ہم 20 تاریخ کو اس لیے احتجاج کرنے نہیں جا رہے زمرک صاحب وہاں سے اٹھیں گے کہ ہمیں آپ کی PSDP میں سے حصہ چاہئے۔ ہم اس لیے جا رہے ہیں وزیر اعلیٰ ہاؤس کا گھیراؤ کرنے کے لیے کہ ہم بلوچستان اور لاشیں گرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے۔ ہم گھروں میں اور ماتم باندھتے ہوئے اپنی ماڈل، بہنوں اور ان کے والدین کو اپنے بیٹے قبروں میں الاتارتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے۔ ہم کسی اور سمیع اللہ مینگل کی لاش اُس کی ماں کی ہاتھیوں میں دم توڑتا ہوا نہیں دیکھ سکتے۔ ہم نہیں دیکھ سکتے کہ بلوچستان کی PSDP جو ہمارے معصوم بچوں پر بیماریوں پر خرچ ہونی چاہئے۔ وہ جعلی اسکیمات کے لیے غیر منتخب نمائندوں کے لیے خرچ ہوں۔ ہم ایسا ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتے زمرک صاحب ہمیں حصہ نہیں چاہئے بلوچستان ہمارا ٹمن ہے بلوچستان ہمارا ہے۔ ہمیں کسی سے حصے کی ضرورت نہیں ہے۔ کریں آپ مداخلت کریں ہماری ملازمتیں آپ لے جائیں، ہماری اسکیم لے جائیں لیکن بلوچستان کا سکون بحال کریں۔ بلوچستان کے لوگوں کا اعتماد بحال کریں۔ بلوچستان میں لوگوں کا شہروں میں اپنے سکون اور محبت سے پھر نے کا وہ اعتماد کریں۔ خدا کی قسم ساری آپ لوگوں پر قربان ہے۔ ہم اس لیے جا رہے ہیں پوری دنیا کو ہم پیغام دینگے۔ کہ ہم ایسا حاکم ایسا حکومت تسلیم نہیں کرتے جو اپنا وقت مساوائے meetings میں سیکرٹریٹ کو سیکرٹریز کو یہ نگال بنائے تھا گیا ہے۔ آپ سیکرٹریٹ میں جائیں آپ کو ایک سیکرٹری office میں کام کرتا ہوا نظر نہیں آئے گا۔ یہاں پر بادشاہوں کی طرح ایک table لگائی جاتی ہے سارے وہ فلمیں دیکھی ہوں گی پرانے مغلوں کے دور کی دائیں اور بائیں طرف بڑی قطار گئی ہوئی ہوتی ہے۔ وزیر مشیر، وزیر مشیر، اسٹنٹ، پتہ نہیں ان کے نام change کئے ہیں صرف پگڑیوں کی کمی ہے۔ زرین جوڑے پہنادیں بلوچستان میں بالکل مغل شاہی والی حکومت بنائی گئی ہے۔ یہ حکومت بلوچستان کو کچھ نہیں دے سکتی اور ہم نکلے گے۔ ملک صاحب نے جو اعلان کیا 20 تاریخ کو یہ پہلا احتجاج ہوگا۔

جناب اسپیکر: شاء بلوج صاحب! آپ ایجندے پر آجائیں۔

جناب شاء اللہ بلوج: اور اُس کے بعد پورے بلوچستان کے عوام کو call دیدیں گے۔ کہ وہ سڑکوں پر نکل آئیں۔ اگر وہ اپنی ماڈل، بہنوں، بھائیوں، بیٹوں کی حفاظت چاہتے ہیں، تحفظ چاہتے ہیں۔ منیات سے بم دھماکوں

سے تو ان کو اس قیادت کا ساتھ دینا ہو گا ہم پورے بلوچستان کے عوام کو ساتھ لے کر نکلیں گے۔ یہ شروعات ہیں۔ اگر اس کا کسی نے حمایت نہیں کیا تو ہم انشاء اللہ کسی کو معاف نہیں کریں گے۔ جناب اپیکر مجھے پھر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آپ کے رولنگ کے باوجود آج مجھے امن امان سے متعلقہ کوئی ایک بھی officer gallery میں نظر نہیں آ رہا۔ اس اسمبلی کا مقدس ہونے کا اندازہ آپ لگاسکتے ہیں۔ جس دن میں منتخب ہوا میں نے تو ٹپھوٹے مائیکوں کی نشاندگی کی، میں نے اس کو digitalization کرنے کی بات کی۔ میں نے کہا دنیا چاند پر پہنچ گئی وہاں پر اسمبلیاں بنارہی ہے آپ کے بلوچستان کا اسمبلی وہ موجود دور کا موجود ڈروہ ہے ابھی تک چادریں لگی ہوئی ہیں، کھڈے پڑے ہوئے ہیں۔ بارش ہوتی ہے تو پانی گرتا ہے۔ مائیک ٹوٹی ہوئی ہیں۔ آپ کی نہیں ہوئی۔ اس مقدس اسمبلی میں آپ کی بات کوئی سننے نہیں آتا۔ لوگ چاہتے ہیں کہ جمہوریت کی ماں ہے اساس ہے جہاں پر ہم اپنی بات کر سکتے ہیں۔ لوگ اس پر بھی انہوں نے خود کش حملہ کیا ہے یہ خود کش حملہ کی ایک نشانی ہے۔ یہ کمزور مائیک ہیں۔ یہ صوبائی اسمبلی خود کش حملہ کی نشانیاں ہیں کہ آپ کی بجٹ جو اتنے وعدہ وعید کے باوجود release نہیں ہوتی یہ خود کش حملہ جو ہے ہر جگہ پر جو ہے یہ صوبائی حکومت کر رہی ہے اس سے نجات بلوچستان کی عوام کی نجات ہے۔ شکریہ جناب اپیکر۔

جناب اپیکر: جی شکریہ۔ محترم جناب عبدالخالق ہزارہ صاحب! جی point of order ہے یا اس پر بولنا چاہتے ہیں۔ نہیں point of order کس چیز پر ہے؟ topic پر بولنا ہے یا کچھ اور ہے؟۔ جی تحریک پر بات کرنا ہے۔ ٹھیک ہے بات کریں۔ جی ٹائمش صاحب۔

جناب ٹائمش جانسن: یہاں اکثرت محفوظ نہیں تو اقلیت کیسے محفوظ ہو سکتی ہے۔ ہماری آبادیاں ہیں مختلف جگہوں پر اور یہاں پر جو یہ بات کر رہے ہیں ان خاندانوں سے ان گھرانوں سے پوچھیں جن کی شہادت ہوئی ہے۔ اور وہ جو زخمی ہے وہ بھی زندگی پھر کے لیے محتاج ہو جاتے ہیں میریں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ صرف پیسے پیسے اور امن امان سے راگ الائپنے سے نہیں ہوتا مرکز سے اور صوبائی سطح پر جو ہر ہاہے سریفیکیٹ آپ کوں چکا ہے۔ پوری دنیا نے دیدیا ہے امن و امان کے لیے 50 سال سے خدمت کر رہے ہیں مہاجرین کی اور بھی مہاجرین آئینے۔ پہلے ہمارے minister صاحب نے کل کہا ہے کہ پوری دنیا سے مہاجرین آئینے۔ تو اس کے لیے تیاری کی جائے۔ ٹھیک صحیح ہے شکریہ بات کرنا موقع دیا آپ نے۔

جناب اپیکر: شکریہ عبدالخالق ہزارہ صاحب!

جناب عبدالخالق ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکمہ کھیل و ثقافت): أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّطْنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سب سے پہلے میں کل کے دردناک وحشت ناک خونی واقعہ کا شدید الفاظ میں نہ مت کرتا ہوں اپنی جانب سے اور اپنی پارٹی کی جانب سے اور حکومت benches کی جانب سے۔ ابھی سن لیں نا آپ لوگ تھوڑا برداشت کر لیں۔ اور ان کے لواحقین سے اظہار بگھن، اظہار ہمدردی کرتا ہوں۔ میں، میرے بھائی دوست میں بہت محظوظ کرتا ہوں، enjoy کرتا ہوں جب ان کی speech slimly سنتا ہوں، انتہائی dialogue بولتا ہے جو delivery ہے وہ بھی بہتری ہے۔ بہت سارے لوگ میں جو ہے dialogue delivery ہے وہ اتنا بہترین نہیں ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر: آپ enjoy کرتے ہیں یا سن کے اُس عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ مکملہ کھیل و ثقافت: عمل کریں گے انشاء اللہ۔ کوئی شہر ہم سب کا مشترکہ گھر ہے بلوچستان ہم سب کا مشترکہ صوبہ ہے پاکستان ہم سب کا مشترکہ ملک ہے۔ یقینی طور پر ہم سے اس واقعہ کو زیادہ محسوس نہیں کر سکتا ہے اس درد کو ہم سے زیادہ کوئی محسوس نہیں کر سکتا ہے میری باتوں میں اتنا زیادہ longliness ہو گا۔ کہ میں زیادہ زور سے آپ کے سامنے رکھوں لیکن درد ضرور ہے 17 فروری کے واقعے کو میں کس طرح بھول سکتا ہوں۔ جب اس کو دیکھا تھا 10 جنوری 2013ء میں جہاں پر یہ دو بڑے واقعات ہوئے double type واقعہ ہوا علمدار روڈ پر اور شام کے وقت مطلب شام کے وقت میزان چوک پر ہمارے فور سر پر یہ حملہ ہوا۔ باچا خان چوک پر fix کے بعد یعنی چالیسویں پر جو پر جو ہے 16 فروری 2013ء کو ہزارہ ٹاؤن میں 1 ہزار KG کی 40 دن کے بعد یعنی چالیسویں پر جو پر جو ہے 16 فروری 2013ء کو ہزارہ ٹاؤن میں 1 ہزار KG ہوا۔ جس میں explosive use ہوا۔ جس میں C4 chemical use ہوا۔ جس میں اپنے دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں میں اس واقعہ کی شدید الفاظ میں نہ مت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ ہمارا اور گزرا لیکن کاش ہم سابقہ ادوار کو بھی جانچیں بلکہ دیکھیں پوچھیں اُن سے کہ سابقہ 15 سالوں میں کس کی حکومت تھی جام صاحب کی تھی ہماری حکومت تھی کن کی حکومت تھی؟۔ ہماری 18 میلنے کی حکومت ہے 18 میلنے کو آپ compare کر لیں نسبتاً ہم بتاسکے گے نسبت ہم بولیں گے، کہ نسبت کیا یہ 18 میلنے ڈیڑھ سال دوسرے سالوں کی نسبت کیا بہتر رہا ہے یا اچھا رہا ہے یا خراب رہا ہے۔ خراب رہا ہے سنوں غلط بیانی کر کے ایک وہ ہوتا ہے اسی House میں جناب اسپیکر شاید آپ بھی موجود تھے وزیر داخلہ صاحب خود کہتا تھا۔ کہ بلوچستان میں 70 گینگز موجود ہیں۔ یہاں پر لوگوں کو اٹھایا جاتا تھا۔ لوگوں سے پیسے لیا جاتا تھا خون بہادیا جاتا تھا۔ سب کچھ کیا جاتا تھا۔ اس House کے اندر 70 گینگز کا highlight کیا ہوا تھا۔ آپ کیا بول رہے ہو، آپ کیا یہ بہتر تھا۔ آپ ڈیڑھ سال میں اسی سال میں آپ زار مجھے بتادیں اللہ تعالیٰ کا لا کھ کرم تھا کہ ہم جو صرف ایک چیز تھا ہماری اولیت، فوکیت جو ہے وہ law and order اپر ہے

کل واقعہ کا اُس کی ہم شدید نہ مدت کرتے ہے کیا یہ کوئی کر سکتا ہے اُس ایک واقعہ ہمارے اوپر ہوا تھا ہمارے components تھے۔ وہ کہتا تھا کہ چیف آف آرمی اسٹاف، وزیر اعلیٰ صاحب گارنٹی دیدیں کہ کوئی دوسرا واقعہ نہیں ہوگا؟۔ گارنٹی کون دے سکتا ہے حالت خطے کی صورتحال جو geo-political condition geo-political importance خطے کا ہمسایہ مالک کے ساتھ لکھوشن یاد یوں بھول سکتا ہے۔ آپ لائے اُن کا پر proper interview لائے کہ وہ کیا کرنا چاہتے تھے۔ بلوچستان کے خلاف وہ ایران سے چاہیار سے وہ کس کو hit کرنا چاہتے تھے۔ یہاں پر ہمارے گواہ ہمارے شرگ کرنے کا hit involve تھے کیا وہ involve نہیں تھے یہاں پر بہت سارے واقعات میں خود کش میں لوگوں میں کیا یہ دور اُس دور سے زیادہ بہتر نہیں ہے۔ جب 20 ستمبر 2011ء کو 29 ہزاروں کو جو ہے بس سے identify کر کے اُن کے شناختی کا رڑ کر کے اُن کے چھاتیوں اور سروں میں گولیاں ماری گئیں۔ کیا بھول سکتے ہیں اُس کو؟۔ ایک ہزار KG کبھی کسی نے دیکھا تھا؟۔ بار لاودی مواد جس میں use C4 chemical cream جو تھے جو ہمارے وکلاء برادری پر ہوا ہے کیا ہم بھول سکتے ہیں اُس کیا 8 اگست کا واقعہ جو ہمارے ہوا تھا یہ ہماری لوگوں کے اوپر ہوا تھا اسی شہر کے اوپر ہوا تھا کیا پشتو نوں کو جس بیدری سے مارا گیا، کیا اُس کو ہم بھول سکتے ہیں؟۔ جن کو ٹارگٹ کیا گیا کیا یہاں ہمارے فورسز پر حملہ ہوا کیا ہم بھول سکتے ہیں اُس کو۔ بات کہاں پر ہے کہ ہمارے ساتھی کہتے تھے کہ ہم سیکورٹی فورسز پر کوئی موردا الزام نہیں لگاتے وہ بیگناہ ہیں۔ کہتے ہیں کہ ضیاء لا گوڈ مہ دار ہے۔ بھی خدار! یہاں پر ہمارے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم سب نے یہ ہمارا گھر ہے ہم نے ہر صورت میں اس کا دفاع کرنا ہے۔ دشمن کی خواہش یہی ہے بدخواہ جو اس ملک کا بدخواہ ہے، اس صوبے کا بدخواہ ہے۔ وہ نہیں چاہتے بلوچستان کی importance کو منظر رکھتے ہوئے وہ لینین طور پر یہاں پر منافر ت بھی پھیلائیں گے، یہاں پر مذہبی تعصب بھی پھیلائیں گے، یہاں پر لوگوں کو دست و گربیاں کرنے کی کوشش کریں گے، یہاں پر لوگوں کو isolation کا شکار ہونے دیں گے، یہاں قومی منافر ت پھیلائیں گے، یہاں پر جو ہماری خوبصورتی ہے اس میں دو ریاں دراڑ پیدا کرنے کی مذموم کوشش کریں گے۔ آئے اُس چیز پر سوچیں۔ اگر آج کے اجلاس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ صرف آپ حکومت، واقعہ چھوڑا واقعہ نہیں ہے واقعہ بڑا ہے بھی ہم سے زیادہ کوئی اس کو محسوس نہیں کر سکتا ہے ہم نے سو سو لاشیں اٹھایا ہے۔ ہم نے دو سو لوگ رختی اٹھائیں ہیں۔ دردو ہمیں معلوم ہے۔ جہاں ایک ایک گھر سے جو اس سال بیٹھے شہید ہوئے 10 فروری 2013ء کو۔ تین بھائی ماں اُس کی پا گل ہو گئی تھی۔ کل کا واقعہ انہائی نہ مدت ہے۔ ہم کوئی کے باسی بلوچستان کے اس حکومت کے آنے کے بعد سکھ کا سانس لے رہے ہیں کم از کم امن و امان تو

بہتر ہو۔ اس خطے میں غیر یقینی صورت حال اس خطے میں موجود ہے۔ تو اسلئے ہم سب کا فرض یہ ہونا چاہیے کہ ہم نے اس کلچر کو قائم و دامّ رکھنا ہے۔ ہم یہاں پر بھائی چارہ چاہتے ہیں۔ ہم یہاں پر رواڑی چاہتے ہیں۔ ہم مذہبی رواڑی چاہتے ہیں۔ ہم نے منافرتو کو ختم کرنا ہے ہم نے تعصباً نے نفرت کرنا ہے۔ ہم نے آپسمیں ایک دوسرے کو جوڑنا ہے۔ اسلئے میں خود کا بینہ میں بھی اٹھاؤنگا کل کا واقعہ اتنا کی دلکشی بات ہے۔ میں انسان دوست انسان ہوں ہماری پارٹی کا سوچ انسانیت پر ہے۔ ہم انسانیت سے محبت کرتے ہیں، ہم ہر زبان بولنے والے اور ہر مسلک سے محبت کرتے ہیں اُنہیں حق ہے مذہبی آزادی اور قومی آزادی۔ ہم نے تو 2 ہزار شہداء اُٹھائے ہیں قبرستان دو قبرستان آباد ہوئے ہیں۔ شکریہ جناب اپسیکر۔

جناب اپسیکر: نصراللہ خان زیرے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: شکریہ جناب اپسیکر صاحب۔ چونکہ میں اس تحریک التواء کا محرک ہوں۔ کل 17 فروری 2020ء کو کوئئہ کے اہم شاہراہ قندھاری بازار اور منان چوک کے سگم پر جوانسانی افسوس اور دلخراش واقعہ ہوا۔ جس میں ہماری پارٹی پشتونخوا میں عوامی پارٹی کے ممبر حاجی احمد خان اچکزئی اور دیگر جو شہری ہیں محمد شیم، منظور احمد، احمد اللہ اور حضرت علی اور اسی طرح پولیس کے الہکار عبدالرسول اور محمد زمان اور لیویز کے ہمارے محمد حمید اس میں شہید ہوئے اور کوئی دودر جن کے قریب بیگناہ لوگ اس میں زخمی ہوئے۔ جناب اپسیکر! اس کی بڑی لمبی داستان ہے جس طرح میرے دوستوں نے کہا۔ اور جس خاص نقطے پر ہمیں جانا چاہیے اس پر شاید ہم کیوں؟ اس طرف اشارہ نہیں کرتے۔ جناب اپسیکر! دہشتگردی کے یہ واقعات کس ذور سے شروع ہوئے اور کیوں شروع ہوئے؟ اور بالخصوص پشتون عوام جب یہاں کہا جا رہا ہے کہ اس ملک میں 80 ہزار سے زائد لوگوں نے War and Terrorism کے خلاف انہوں نے قربانیاں دی اور شہید ہوئے، کھربوں اور ارببوں روپے کے نقصانات ہوئے مجھے یقین ہے اس میں 90% پشتون عوام اس میں شہید ہوئے۔ جناب اپسیکر! دہشتگردی کو ایک خاص منصوبے کے تحت یہاں پر وان چھڑایا گیا۔ دہشتگردوں کو دنیا جہاں کے ملکوں سے دہشتگردوں کو لاایا گیا۔ جناب اپسیکر! آپ بہتر جانتے ہیں عرب سے لیکر عجم تک ایک ایک ملک کے دہشتگرد یہاں پلے بڑھے اور یہاں انہوں نے شادیاں کیں۔ وسطی پشتونخواجی فٹا کہا جاتا ہے۔

(خاموشی۔ آذان مغرب)

جناب اپسیکر: میرے خیال میں اسکو کمل کر کے پھر نماز کا وقفہ کرتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ٹھیک ہے۔ جناب اپسیکر! فٹا وسطی پشتونخوا میں آپ نے دیکھا کہ لوگوں کو لا کر

وہاں بسایا گیا۔ اور جناب اسپیکر! وہاں 16 سو قبائلی عوام دین، بڑے بڑے ملکوں اور سرداروں کو ٹارگٹ کیا گیا۔ ہمارے پارٹی کے فاروق خان وزیر جو آج کے ایم این اے علی وزیر کے بڑے بھائی تھے۔ وہ پہلا ٹارگٹ ٹنگ میں اُسکی شہادت ہوئی۔ اُس کے والد جو پورے وزیر احمد زئی قبائل کے وہ بڑے سردار تھے، وہ اُس میں شہید ہوئے، اُس گھرانے کے 16 لوگ شہید کئے گئے اور قبائل کو نکالا گیا لاکھوں کے تعداد میں۔ اور اربوں کھربوں روپے کے جائیدادیں اُن کی بر باد کی گئیں۔ وہاں مائنیز بچھائے گئے۔ اور وہاں ڈشٹرکٹر دی کے واقعات ہوتے رہے۔ پھر خبر پتوں نواہ میں واقعات شروع ہو گئے اور آج جناب اسپیکر! ہمارے صوبے کو ٹارگٹ کیا گیا ہے۔ پچھلے سال کے ڈشٹرکٹر دی کے واقعات اٹھا کر کے دیکھیں۔ چمن میں، پیشین میں اور قلعہ سیف اللہ میں لیویز آفیسر ان اور اہلکاروں کی شہادت کا واقعہ ہوتا ہے۔ لورالائی میں متواتر واقعات ہوتے ہیں، سنگاوی میں لال کشائی میں واقعات ہوئے، ہرنائی، شاہرگ اور خوست میں واقعہ ہوا۔ کوئی کے مساجد میں واقعات ہوئے جناب اسپیکر پوری ایک لمبی تاریخ ہے۔ میں پوچھنا چاہ رہا ہوں، ہم نے یہاں ڈیماند کیا کہ یہ حکومت میں ہمیں بتائیں آج اس حکومت کی کوئی شخص یہاں موجود نہیں ہے کیا وہ ریلی ضروری تھی کہ آج وہ آجاتے یہاں پر کل کا جو واقعہ ہوا ہے آپ نے ویڈیو زکاپ دیکھے ہوئے، وہ دیکھنے کے قابل نہیں ہوتے جناب اسپیکر۔ ایک حکومتی اہلکار نہ کسی کے گھر گئے اور نہ ہبتال گئے۔ کیسے حکومت کو خبر نہیں ہے کہ یہ ڈشٹرکٹر لوگ کہاں سے آتے ہیں کون ان کا ٹریننگ کرتا ہے۔ اس کے پیچے پوری ایک ٹیم بیٹھی ہوئی ہیں۔ ہمیں کیوں مارنا چاہتے ہیں؟۔ صاف صاف ہمیں بتاؤ کہ یہاں کے عوام کو ہم نے ختم کرنی ہے۔ ہمارے پارٹی کے روزاول سے یہ موقف رہا ہے کہ نیشنل ایکشن پلان بنا پارلیمنٹ میں اس پر بحث ہوئی۔ پارلیمنٹ نے 22 نکات دی اُس پر آج تک عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے۔ ہمیں پورا تفصیل دیا جائے کہ کون مداخلت کر رہا ہے کہاں سے مداخلت ہو رہی ہے صحیح صورتحال ہمیں بتاؤ کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ حکومت street crimes پر قابو نہیں پاسستا ہے۔ یہ ابھی نوشی میں سمیع اللہ مینگل کے ساتھ کتنا دردناک واقعہ ہوا۔ آپ کا پورا رخشنان ڈویژن اس وقت ما فیا کے حوالے ہیں اُس دن بھی میں نے ذکر کیا۔ ایک گھر سے درجنوں لوگ اغواء برائے تاوان میں رکھے تھے، درجنوں لوگ۔ نشیات فروشوں کا پورا وہاں پر کمپ بیٹھا ہوا ہے۔ ابھی ایک نوجوان سمیع اللہ مینگل نے کہا تھا کہ نوشی میں اس علاقے میں نشیات فروشی ہوتی ہے اگلے دن اُس کے گھر گئے اُس کے ماں کے سامنے گولیاں ماری دی گئیں اُس کے سینے کو چھلنی کر دیا گیا۔ اُس کا کسی نے کچھ نہیں کیا۔ اس طرح کے بڑے بڑے واقعات اُن پر قابو پانی یہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ حکومت آجائے ہمیں بتائے ناں۔ غوث اللہ کو شہید کیا گیا۔ جب لوگ اس پر ہڑتاں کرتے ہیں اُس پر بھی پابندی اُس پر بھی الیف آئی آر۔ پروفیسر امان لوئی شہید نے کیا کہا تھا جناب اسپیکر! وہ لورالائی میں ڈشٹرکٹ

واقعات کے خلاف پر امن اُس نے دھرنادیا تھا اُس کو شہید کیا اور آج بھی کتنے لوگ پیٹی ایم کے MPO 16 کے تحت بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ نماز کے بعد بات کریں یا آپ conclude کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: conclude کروں گا۔ میری تجویز یہ ہو گی کہ حکومت اس تمام واقعات پر فوری طور پر، اس سے آپ کی جان خلاصی نہیں ہو سکتی کہ آپ جو ہیں نا اس سے انکھیں چڑائیں۔ یہ واقعات جب کل کا واقعہ ہوا تھا دردناک واقعہ ہوا تھا۔ میں آج آیا اور میں کراچی سے ڈائریکٹ میں جنازے میں، احمد خان اچنری کی میں قبرستان گیا۔ وہاں لوگوں کی حالت دیکھی۔ جناب اسپیکر! ان دشمنوں کے واقعات کے لئے اس حکومت نے، تمام اداروں نے عوام کو صحیح صورتحال بتانی ہو گی۔ اور ایک Facts-Finding Commission بناو، جو ڈیشل کمیشن بناو، پارلیمانی کمیشن بناو اور اس میں بتایا جائے کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ یہ کب تک ہم لاشیں اٹھائیں گے۔ یہ ہونہیں سکتا۔ جناب اسپیکر دوسری بات، کل واقعہ ہوا۔ جو واقعہ ہوا آپ یقین کریں یہ ہمارے میڈیا کے دوست ہیں یہاں وہ ریکارڈنگ کرتے ہیں۔ کل پور جتنے بھی آپ کے ٹیلی ویژن چینل پر بھی۔ اُن کو ہدایت دی گئی تھی اور پر سے اُن کو ہدایت دی گئی تھی کہ آپ نے کوئی کے دھماکے کو کوتھنے نہیں دیتی ہے۔ ان تمام نمائندوں کو کہا کہ مت دو۔ جناب اسپیکر! ہمارا خون اتنا ستا ہوتا ہے۔ باقی جگہوں پر معمولی واقعہ ہوتا ہے پورا دن ٹیلیو یون کیمرے وہاں لگے ہوتے ہیں۔ پورا کوتھنے ہوتا ہے میں تمام ٹیلیو یون جتنے بھی چینلز ہیں اُنکے کے چینلز اُن کے مالکان کے اس روایہ کا کہ وہ دباؤ پر آئے۔ کس کے دباؤ میں آئے کہ کل اُنہوں نے کوئی دھماکہ کا اُنہوں نے مکمل واک آؤٹ کیا تھا بلیک آؤٹ کیا تھا۔ میں اس کا شدید الفاظ میں نہ مت کرتا ہوں۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ 20 منٹ کا وقفہ کرتے ہیں نماز کا۔

(اجلاس دوبارہ 07 بجکر 20 منٹ پر سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر کی صدارت میں شروع ہوا)

جناب ڈپٹی اسپیکر: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جی اختر حسین لانگو صاحب۔

میر اختر حسین لانگو: شکریہ جناب اسپیکر۔ میں بھی کوشش کروں گا کہ عبدالناقہ بھائی کو entertain کر سکوں کیونکہ وہ ہمارے بیہاں پر اسمبلی میں جو تقاریر ہیں یا جو ساتھی بات کرتے ہیں وہ اُن کیلئے ایک entertainment کا ذریعہ ہے۔ ہم بھی کوشش کریں گے کہ تھوڑی سی کہ ان کے entertainment میں اضافہ کر سکوں۔ محفوظ ہو رہے ہو ہم کوشش کرتے ہیں تھوڑا اور محفوظ کر لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگ مہربانی کریں اور ایجنسٹے پر بات کریں اور مختصر کریں تاکہ سارے معزز اراکین اس پر بات کر سکیں۔

میر اختر حسین لانگو: کیونکہ اس حکومت کی سنجیدگی کچھ دن پہلے بھی ہم اپوزیشن نے ایک ریکووژن اجلاس بلایا تھا اور اس میں بھی جو ہمارا ایجنسٹ اتحاد اس میں بھی لاءِ اینڈ آرڈر کو سفرہست رکھا تھا اور اس دن بھی حکومت کی سنجیدگی اس ایوان نے بھی دیکھ لیا۔ اور میڈیا کی توسط پورے بلوچستان نے بھی دیکھ لیا۔ کہ اس دن جیسے شاء بھائی نے کہا کہ بحثیت پولیٹیکل ورکر کے ہماری نظریں جو ہیں ان تمام معاملات اور واقعات پر ہوتی ہیں۔ ہم نے یہ محسوس کیا تھا کہ ایک دفعہ پھر بلوچستان میں ایک خوب کھیل کھیلنے کی تیاری ہو رہی ہے۔ تو ہم نے چاہا کہ اس پر بحث کر کے اس، ان معاملات کو روکنے کیلئے مل بیٹھ کر کوئی لا جعل بنایا جاسکے۔ لیکن اس دن بھی افسوس کیا تھا کہ حکومتی Benches کی طرف سے مسلسل یہ کوشش کی گئی کہ کورم کو توڑا جائے تاکہ لاءِ اینڈ آرڈر پر بحث ہی نہ ہو سکے۔ ان معاملات کو اس ہاؤس میں discuss ہی نہ کیا جاسکے اور اس کا رد عمل آپ نے دیکھ لیا کہ ریکووژن اجلاس پر اس اسمبلی میں بحث ہو رہی تھی اُسی دن نوٹشکی میں منشیات فروشوں کے ہاتھوں سمیع اللہ ہمارا ایک ساتھی تھا نوجوان جس نے منشیات کیخلاف آواز اٹھائی تھی اور آواز بھی اُس فورم میں اٹھائی گئی تھی اُس کھلی کچھری میں جو انتظامیہ اور کمشنر کی طرف سے بلایا گیا تھا اُس کھلی کچھری میں اس نے پوائنٹ آوٹ کیا تھا ان منشیات کے اٹوں کو اور ان کی نشاندہی کی تھی اسی کھلی کچھری سے منشیات فروشوں کو یہ آواز جاتا ہے کہ سمیع اللہ کا دروازہ کھلکھلا کے اس کو گھر سے بلا کے اس کے ماں اور بہن کے Courage پیدا ہو گئی کہ انہوں نے سمیع اللہ کا دروازہ کھلکھلا کے اس کو گھر سے بلا کے اس نے آپ کے خلاف کمشنر کی اُس کھلی کچھری میں اس نے آپ کے خلاف کمشنر کے ہاتھوں دیر پہلے آپ کے چیز سے رو لنگ آیا تھا کہ لاءِ اینڈ آرڈر سے متعلقہ لوگوں سنجیدگی کا آپ یہ عالم دیکھ لے کہ تھوڑی دیر پہلے آپ کے چیز سے رو لنگ آیا تھا کہ لاءِ اینڈ آرڈر سے متعلقہ لوگوں آئی جی پولیس، ہوم ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ داروں کو بلا یا جائے جناب والا تین گھنٹے زیادہ اسمبلی کا سیشن گزر چکا ہے لیکن اُن میں سے کسی نے بھی یہ زحمت گوار نہیں کی کہ وہ اس ہاؤس میں آ کے اپنے حاضری کو یقینی بنائے۔ جناب والا! اس ہاؤس کی حیثیت اس ہاؤس کی اہمیت کو ہم اتنا گرا دیا اپنی غلط پالیسیوں کی وجہ سے اس ہاؤس کو ہم نے بے وقت کر کے رکھ دیا اب یہاں بولنے کا عبدالخالق بھائی صحیح کہتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کو entertain کرنے کیلئے وہاں بولتے ہیں اس لئے کہ وہاں پر بیٹھے ہوئے جو بیورو کریمی ہے وہاں پر بیٹھے ہوئے جو ذمہ داران ہیں وہ تو نہ آپ کو اہمیت دیتے ہیں نہ اس ہاؤس کو اہمیت دیتے ہیں نہ آپ کے رو لنگ کو اہمیت دیتے ہیں نہ آپ کو کچھ سمجھتے ہیں نہ اس

ہاؤس کو کچھ سمجھتے ہیں۔ اگر اس ہاؤس کی کوئی حیثیت ہوتی اگر اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ممبر ان کو کوئی عزت اور تقدیر ہوتی تو آپ کے رونگ کے بعد ان تمام صاحبائے کوڈ منٹ کے اندر اندر یہاں حاضر ہونا چاہیے تھا۔ تو جناب والا! ہم جو اس ہاؤس میں اکثر آ کے چیزوں کو پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں بعض اوقات دوست کہتے ہیں کہ سو شل میڈیا کیلئے تقاریر کیجا تی ہیں۔ جناب والا یہ لاشیں جو کل ہماری اس شہر میں گردی ہیں یہ سو شل میڈیا کیلئے نہیں گردی ہیں۔ جناب والا افسوس کیسا تھکہ ہنا پڑتا ہے کہ آج کے اخبار میں بھی آپ دیکھ لیں کہ ایک وزیر صاحب کا اشیمنٹ آئی ہے کہ ”ہم دیشنگر دوں کو ان کی مقاصد میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے“۔ جناب والا! دیشنگر تو اپنے مقاصد میں کامیاب ہو چکے ہیں انہوں نے ہمارے دس نواجوں کے لاشیں خون میں لٹ پٹ کر کے انہوں نے ہسپتال پہنچا دی۔ تمیں کے قریب ہمارے لوگوں کو خوبی کر کے ہسپتال تک پہنچا دیا ہمارے اس پر امن شہر کو ایک خوف میں مبتلا کر کے ایک ویرانے میں تبدیل کر دیا۔ آج بھی کوئی شہر کے تمام کار و باری مراکز بند ہیں اور آپ کس چیز سے ان کو روک رہے ہیں ان غیر سمجھی گی عمل زبانی کلامی تقاریر اخباری بیانات ٹوٹیر سو شل میڈیا یا لیپ ٹاپ پر بیٹھنے سے ایک message چلانے سے اس صوبے کے معاملات ٹھیک نہیں ہو لگے۔ جناب والا ہم نے پہلے بھی یہ پہلی مرتبہ نہیں ہے جب سے حکومت بنی ہے، یہ کوئی چوٹھی پانچویں مرتبہ ہے کہ لاءِ اینڈ آرڈر کے مسائل پر بحث ہو رہی ہے۔ یہاں افسوس کیسا تھکہ ہنا پڑتا ہے آج صاحبائے موجود نہیں ہیں ورنہ سی سی پی او یہاں ہوتا میں اس کو گواہ بنا کے کہتا کہ پچھلے دو تین سالوں سے میں کوئی سو مرتبہ سے زیادہ ان کے آفس جا چکا ہوں اس کوئی شہر میں جو منشیات کے اڈے ہیں ان کی نشاندہی میں خود کرچکا ہوں۔ ان منشیات فروشوں کے نام میں دے چکا ہوں ان کے گھر دکھا چکا ہوں اس کے باوجود بجائے ان کو گرفتار کرنے کے بجائے ان اڈوں کو ختم کرنے کے آج بھی ان کی سرپرستی ہو رہی ہے۔ آج بھی سی سی پی او گواہ ہیں گلی اسماعیل کے جو منشیات کے اڈے تھے جس طرح سمیع اللہ کو وہاں پر گولیوں سے بوندا گیا اسی طرح ہمارے حاجی نذیر احمد لاٹکو کے بیٹے کو چاکوں سے زخمی کر کے ہسپتال پہنچا دیا۔ حبیب اللہ جو پچپن سالہ عمر کا ہے الاس کو ڈنڈوں اور چاقووں سے مارا گیا اس کو ختم کر کے ہسپتال پہنچایا گیا۔ لیکن بجائے ان منشیات فروشوں کیخلاف کارروائی کرنے کے پولیس نے اٹا حبیب اللہ کے خلاف جو ہے پچپن سال کی عمر میں اس کے خلاف ایف آئی آر درج کیا اور الزام یہ لگایا کہ وہ منشیات فروش ہے۔ اس کے گھر جا کے حبیب اللہ دروازہ کھکھلایا اور اس کے گھر جا کے اس کے عورتوں کے کپڑے پھاڑے ہیں۔ تو اس طرح کی سرپرستی یہ حکومت یہ ہمارے تعاون کے معاملات تو جناب والا کیسے ہم بھولے اپنے ان لاشوں کو کب تک ہم لاشیں اٹھاتے رہیں گے آج بھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ صحیح سے اس لاءِ اینڈ آرڈر پر بحث ہو رہی ہے تمام اینڈ اکو defer کر کے آج اس ایک ایشو پر بحث ہونا تھی۔ لیکن سمجھی گی کا عالم یہ ہے کہ سی ایم

صاحب ابھی آرہے ہیں وزیر داخلہ صاحب موجود نہیں ہیں پولیس کے کوئی ذمہ دار یہاں پر بیٹھے نہیں ہے ہوم ڈیپارٹمنٹ کا کوئی ذمہ دار یہاں پر نہیں ہیں تو ہم صحیح سے جتنی تقاریر دوستوں نے کی وہ عبدالخالق صاحب کی بات ہے کہ صرف محظوظ ہی لوگ ہوئے ہیں اور کچھ بھی نہیں ہوا کب تک ہم لاشیں اٹھاٹھا کے محظوظ ہوتے رہیں گے کب تک ہم ان مادوں اور بہنوں کی آہوں اور سکیوں سے محظوظ ہوتے رہیں گے کب تک ہم اپنے زخمیوں کو مرہم پٹی کرتے کرتے محظوظ ہوتے رہیں گے تو جناب والا ہمیں سنجیدگی سے بیٹھے کہ اس مسئلے کا حل نکالنا ہو گا ہمیں ان اداروں کو بھی یہاں پر بلا کے اپوزیشن ہو چاہیے حکومت ہوتا ہم ذمہ دار ان یہاں پر نہیں ہمارے لوگوں نے بلوچستان ایک کروڑ بائیس لاکھ کے لوگوں نے ہمیں ووٹ دیکے یہاں پر اس لئے نہیں سمجھا کہ ہم یہاں پر اسمبلی میں آ کے صرف ایک دوسرے کے گریبانوں میں ہاتھ ڈالیں۔ یا ایک دوسرے کے حلقوں میں مداخلت کریں یا بیس بیس ارب کے جعلی اسکیمات دیں۔ اس لئے ہم اس اسمبلی میں نہیں آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اختر حسین لانگو صاحب تھوڑی بات مختصر کر دیں تاکہ اور معزز ارکائیں بھی بات کر سکیں۔

میر اختر حسین لانگو: میں کوشش کر رہا ہوں کہ conclude کروں۔ تو جناب والا ہمیں ان اداروں کو ان ذمہ داروں کو سب کو یہاں پر بلا کے جو ایک حالیہ خون ریزی کی لہر بلوچستان میں آئی ہے اس کے اثرات ہمیں جو ہیں بلوچستان میں اچھے نظر نہیں آرہے ہیں آگے انے والے دنوں میں خون کی بُونظر آرہی ہے ہمیں مزید لاشیں گرتی ہوئی نظر آرہی ہے ہمیں حالات مزید خراب ہوتے ہوئے نظر آرہے ہیں اس کیلئے تک سنجیدہ ہو کر ہم بیٹھیں گے نہیں ان ذمہ داروں میں نہیں بیٹھائیں گے ان سے نہیں پوچھیں گے کہ 62 ارب روپے جو اس لاءِ ایئر ڈر پر لگا رہے ہیں اس کے عوض ہمیں مل کیا رہا ہے۔ جناب والا! حالت تو یہ ہے کہ کوئی بھی معزز انسان اپنی گھر سے بلا خوف نکلنے کی حیثیت ہماری نہیں رہی کتنے لوگوں کو آپ پولیس کی protection اور گن میں دینے گے۔ احساس تحفظ اس شہر سے اس صوبے سے ختم ہوتا جا رہا ہے تو جناب والا اس کیلئے ایک سنجیدہ ہی debate کی ضرورت ہے ہمیں ان چیزوں سے نکل کر ان کی جو بنیادی عوامل ہیں ان کو جب تک ہم تلاش نہیں کریں گے تب تک میں نہیں سمجھتا کہ اخباری بیان دینے سے، ایک ٹویٹ کرنے سے یا بارہ بارہ گھنٹے کی کیمپنی کی میٹنگوں سے ہم ان تمام مسائل کا حل نکال سکیں گے، جب تک اس کیلئے سنجیدہ کوششیں نہ ہوں۔ اور میری آپ سے بھی جناب اسپیکر ایک request ہے کیونکہ اس ہاؤس میں آپ Custodian ہیں ہم سب اس کے ممبر ہیں ٹریئری پیپر کے لوگ اور ہم اپوزیشن کے لوگ۔ آپ کی رولنگ کے باوجود اگر پولیس والے اتنے زور آور ہے اگر وہ اتنے سرزد ہیں کہ آپ کے رولنگ کے باوجود بھی تین گھنٹوں میں ایوان میں حاضر نہیں ہوتے ہیں تو پھر میرے خیال سے ہم اپوزیشن کی طرف سے استحقاق لائیں گے یہ

اس ہاؤس کی استحقاق کا معاملہ ہے آپ اس کے Custodian ہیں آپ خود اس پر actopm لیں۔ انہیں الفاظ کیستھ میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکر یہ، قادر علی نائل صاحب۔

جناب قادر علی نائل: شکر یہ جناب اسپیکر امن و امان کے حوالے یقیناً ایک اہم مسئلہ رہا ہے کہ کوئی شہر کا بلوچستان کا سب سے پہلے میں اپنے جانب سے اپنی پارٹی کی جانب سے حکومت کی جانب سے کل کا واقعہ المناک واقع ہوا ہے اس کی بھرپور نہاد کرتا ہوں۔ اور امن و امان کی صورتحال کے حوالے سے پارٹی جو ہماری پالیسی ہے عبدالخالق ہزارہ صاحب نے بیان کی جو ہمارے احساسات تھے گذشتہ پندرہ سالوں میں جو ہم نے محسوس کئے جو ہم نے سہے وہ بھی آپ کے سامنے آئے ہیں اس ہاؤس کے سامنے آئے ہیں کہ جو کل کا سانحہ ہوا ہے۔ ابھی پرسوں 16 فروری کو ہم لوگ 16 فروری کے سانحہ ہزارہ ٹاؤن کا سوگ منار ہے تھے جس کی بر سی تھی تو یہ 17 فروری کا واقعہ ہمارے سامنے آیا۔ تو ہم سے زیادہ ان لائق بینکناہ انسانوں کی درد کوئی اور محسوس نہیں کر سکتا جس طرح بتایا گیا کہ ہزاروں کی تعداد سے ہم نے لاشیں اٹھائی ہیں میں کچھ اور طرف سے اور طرف جاؤں گا اس کو ایک اور پہلو سے دیکھیں گے کہ یہ واقعات کیوں ہوتے ہیں۔ جس طرح یہاں ہمارے دوستوں نے بتایا ایک طویل تاریخ دہشت گردی کی ان کی وجوہات کیا ہیں ظاہر ہے جب ہم ایک ملک میں رہتے ہیں ایک خطے میں رہتے ہیں جو ہمسایہ مالک ہیں جو خطہ ہے جو ریکن ہے ان کی جو سیاسی اور معاشری مفادات ہے ان سے ہم لوگ اپنے آپ کو علیحدہ تصور نہیں کر سکتے یہاں پر بات کی گئی انقلاب افغانستان کے لیکن پہلو میں ایک اور ملک بھی ہے جہاں اسکے بعد انقلاب آیا اور اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ ہمارا یہ پر امن ملک ایک طرف سے proxy-war کا شکار ہوا یہاں پر مختلف ممالک کے proxies کے لیکن خبر پشتو نخوا اور اس کے بعد طویل عرصے بعد وہ ہشتنگر دی سفر کر کے کوئی آیا یہاں ہماری اپنی ایک روایت تھی ہماری اقدار تھی ہمارے بلوچستان کی لوگوں کی ہمارا بلوچستان کا جو سماج تھا وہ رواداری، برادری باہمی احترام پر مشتمل ایک فلسفہ تھا پھر آپ نے دیکھا کہ جب یہ ہشتنگر دی کے واقعات ہوئے تو ہم بحیثیت سماج بحیثیت معاشرہ ایک دوسرے لائق ہو گئے۔ ہم بحیثیت قوم اور بحیثیت قومیں ایک دوسرے سے دور ہوتے گئے جس کا فائدہ ہمارے دشمنوں نے اٹھایا۔ ہم نے جو فلسفہ بلوچستان کا تھا، جو اقدار و روایت قابلی اور قومی مذہبی ہماری تھی ہم اس سے دور ہوتے گئے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں پر ہمارے دشمن نے اُن سے فائدہ اٹھایا ہم نیا ایک دوسرے کے درد کو اپناد رنہیں سمجھا اس وجہ سے یہ مسائل ہمارے سامنے آئیے پھر ایک فیض صاحب کی نظم کا ایک مصرع ہے کہ ”غم ہر حالت میں مہلک ہے، اپنا ہو یا اور کسی کا غم ہر حالت

میں مہلک ہے اپنا ہو یا اور کسی کا۔ کیوں ناں جہاں کاغم اپنائیں، بعد میں سب تدبیریں سوچیں۔ بعد میں سکھ کے سینے دیکھیں، سپنوں کی تعبیریں سوچیں۔ تو غم ہر حالت میں مہلک ہے تو جہاں کاغم تو ہم نہیں اپنا سکے۔ لیکن کوئی کہ شہر کاغم تو اپنا سکتے ہیں۔ بلوچستان کے عوام کاغم تو اپنا سکتے ہیں۔ ان کے درد کو محسوس تو کر سکتے ہیں۔ لیکن الیہ یہ ہوا ہے کہ اس دوران ہمارے جو سماجی رشتے تھے وہ غیر مستحکم ہوتے گئے۔ جب ہم اجتماعی بیگانگی کے شکار ہوئے اور جب ہم ایک دوسرے کے دکھ درد کو بانٹنے میں پچاہٹ محسوس کی تب دشمنوں کو فائدہ پہنچا۔ اور انہوں نے کبھی ہمیں مارا تو پھر کبھی کسی اور کو مارا۔ تو یہ صورتحال سے سماجی حوالے سے ہے کہ Proxies یہاں پر ہوتے رہے ایک mindset یہاں پر موجود ہے اور وہ mindset اپنا وجود رکھتا ہے اس مائنڈ سٹیٹ کے خلاف لڑنا یہاں کے شہریوں کا ہر شہری کافرض ہے ہر شہری کی ذمہ داری ہے کہ ہم جو جس روایت کے ہم پاسدار تھے جس روایت اور جس values کے ہم آمین تھا اب ان ولیویز کو ان روایت کو ہمیں واپس لانا ہو گا ہمیں ایک دوسرے کا دکھ درد بانٹنا ہو گا۔ نہیں تو آج میں مارا جاؤں گا کل کوئی اور مارا جائیگا۔ اور اسی طرح ہم احساس بیگانگی اور اجتماعی بیگانگی کا شکار ہو گئے۔ اس کے لئے ضروری ہے یہ ہمارے ایک سماجی مسئلہ ہے اس کو سماج کو سوچنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ جی زادبعلی ریکی صاحب۔

میرزادبعلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! یہ تحریک التوا آج ہم لوگوں نے پیش کیا جناب اسپیکر صاحب کل جو خودکش ہو امنان چوک میں جتنی ندمت کی جائے کم ہے ہمارے مسلمان بھائی شہید ہو گئے ہیں لیویز، پولیس بچے معصوم سب شہید ہو گئے شہری یہ دھشتگردی جو ہو رہی ہے بلوچستان میں جناب اسپیکر صاحب! اس سب کا ذمہ دار انڈیا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! انڈیا اس بلوچستان کے بیچھے پڑا ہے کہ محض بلوچستان کو پاکستان سے الگ کروں۔ مگر اس طرح کبھی نہیں ہو گا انشاء اللہ۔ انڈیا کا لکھوشن تھام اٹکیل سے پتہ نہیں کہاں سے جناب اسپیکر صاحب پکڑا گیا۔ میں نے پہلے بھی سیشن میں کہا تھا اس لکھوشن کو لا کے اسی منان چوک میں جو کل خودکش ہوا ادھر بیجا کے اس کو چنانی دیا جائے کیونکہ بلوچستان میں اس نے ہزاروں کی تعداد میں لاشیں اس نے بھائے۔ یہ انڈیا اس طرح ہمارا پیچھا نہیں چھوڑے گا ہم پاکستان کے ساتھ ہیں جناب اسپیکر صاحب ہم اس کے ساتھ مقابله کر کے رہیں گے انشاء اللہ انڈیا کے ساتھ۔ فوج کے ساتھ ہیں انشاء اللہ مریں گے انشاء اللہ بھی اس ملک کے لئے شہید ہیں انشاء اللہ جناب اسپیکر صاحب۔ مگر کاش آج میں ہسپتال گیا، سول ہسپتال، یہ جو بیمار تھے سول ہسپتال میں آئی سی یو میں بے یار و مددگار پڑے تھے۔ سی ایم صاحب جام صاحب قائدیوں صاحب! آپ سے request ہے آپ سی ایم بلوچستان ہو، یہ مر رہے ہیں جو مرے ہیں شہید ہوئے ہیں، جو ابھی تک زندہ ہیں ان لوگوں کو آغا خان، لیاقت ہسپتال میں شفٹ کیا

جائے مনسٹر عبدالحالق صاحب آپ نے کہا اٹھارہ مہینوں میں بلوچستان ترقی میں جا رہا ہے۔ میں کہتا ہوں زوال میں جا رہا ہے عبدالحالق صاحب بلوچستان زوال میں جا رہا ہے بلوچستان دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ خدارا! اس بلوچستان آپ حکومت نہیں چلا سکتے ہوآ آپ ایک سال جناب اپیکر ایک سال یہ گورنمنٹ اپوزیشن کو دیدا ایک سال۔ انشاء اللہ آپ دیکھیں لیں انشاء اللہ یہ روزگاری ختم ہوگا دہشتگردی ختم ہوگا امن و امان بحال ہوگا۔ گھر گھر میں روزگار فراہم ہوگا۔ ہر ضلع میں انشاء اللہ، ہر ضلع میں انشاء اللہ ترقیاتی کام ہوں گے انشاء اللہ۔ مداخلت نہیں ہوگا سب سے پہلے خاص طور پر میرے ڈسٹرکٹ واشک میں ایسا مداخلت ہے جناب اپیکر صاحب وہاں پر۔۔۔ (مداخلت) نہیں ہم ایک سال کے لئے مانگ رہے ہیں ہم ایک سال کے لئے اپوزیشن جناب اپیکر صاحب دل سے کہہ رہا ہوں ایک سال کے بعد اگر ہماری یہ اسی طرح ہوا ہم خود استغفار دینے ہم بیٹھیں گے۔ رکنیت سے بھی استغفار دیدیں گے ہم سب کے 23 ہیں۔ مگر سی ایم صاحب جام صاحب خدارا! پچھلے سیشیں میں ہم لوگوں نے اپوزیشن نے بلا یا تھا۔ یہ بلوچستان میں برقراری ہوا بارشیں ہوئیں خاص کر میرے ڈسٹرکٹ میں زیادہ تباہی ہوئی۔ ابھی تک کوئی چیز سہولیت وہاں کسی چیز کا وہاں پر نہیں پہنچا ہے۔ وہاں پر ابھی تک مداخلت جاری ہے خدارا! سی ایم صاحب جیسے آپ کو عوام نے ووٹ دے کر کے لا یا ہوا ہے مجھے تو جام صاحب مجھے تو دو دفعہ عوام نے ووٹ دیکے لا یا ہوا ہے اللہ نے۔

جناب ڈپٹی اپیکر: شکریہ زابد علی ریکی صاحب۔

میرزا بدلی ریکی: جناب اپیکر صاحب! please

جناب ڈپٹی اپیکر: ایجندے پر اگر بات کرنا چاہتے ہیں تو پھر۔

میرزا بدلی ریکی: جناب اپیکر صاحب میں اسی ایجندے پر آرہا ہوں یہ مہنگائی دن بدن بڑھ رہی ہے یہ یہ روزگاری دن بدن بڑھ رہی ہے اس کے ذمہ دار کون ہیں یہی گورنمنٹ ہم کہاں جائیں ہمارے لئے یہی اسمبلی فورم رہتا ہے۔ جناب اپیکر صاحب اس بلوچستان کے لئے سوچیں اگر یہ بلوچستان اس طرح جائے تو ہمارے ہاتھوں سے نکلے گا۔ سوائے مایوی کا پھرا اور کوئی چیز نہیں رہیگا۔ آخر جناب جام صاحب قائد صاحب! ادھر دیکھیں جام صاحب please خدارا! اس واشک کے اوپر رحیم کریں آپ نے اتنا جو نیر آفیسر لایا وہاں پر بیٹھایا ہوا ہے ڈی ایچ او جو نیر پہلے باپ تھا ابھی بیٹا ہے لائیوٹاک اسی طرح پتہ نہیں دوسرا اسی طرح خدارا جام صاحب آپ خود ہے اس سے سینٹر آفیسر بھیجیں جمعیت کا نہ بھیجیں جناب اپیکر صاحب میں نہیں کہتا ہوں جمعیت کا بھیجیں ایک سینٹر آفیسر تمام ڈیپارٹمنٹ کا آپ بھیجیں۔ وہاں اس ضلع کو دیکھیں اُسکے بعد بتا دیں thank you جناب اپیکر صاحب آپ

نے مجھے وقت دیا، thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ، آفیسر تو آفیسر ہوتا ہے اس میں پھر جمعیت کا کیا۔

میرزا بدلی ریکی: جو نیز ہے جناب اسپیکر صاحب سارے جو نیز ہیں جناب اسپیکر صاحب ایک ایس پی کو بھیجا ہوا ہے مغرب کے بعد دروازہ بند کر لیتا ہے۔ منظر عارف صاحب مغرب کے بعد دروازہ بند کر دیتا ہے اگلے دن اُسی کمرے میں ہیں اگلے دن 3 بجے کے بعد دروازہ موبائل on کرتا ہے چوبیں گھنٹے کمرے میں ہے۔ پھر یہ ضلع اور یہ واشک اور یہ وہ پھر کیا کر سکے گا پورے دن اور رات واشک اور ماشکیل میں ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زاد بدلی ریکی صاحب۔

میرزا بدلی ریکی: ابھی ایسے افریقی صحیح رہے ہیں کہ وہ بند کمرے وہ کیا کر رہے ہیں چوبیں گھنٹے ایک بندہ ایس پی ڈسٹرکٹ آفیسر ہوتے ہوئے خدارا یہ کیا ہے یہ کیا ہو رہا ہے سوائے اسکے کہ میں اسمبلی میں بات کروں اور کہاں پر جاؤں— you thank جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ، جی اصغر خان اچھری صاحب۔

جناب اصغر خان اچھری: جناب اسپیکر! آج کا تحریک التواع، اس پر بات کرنا اور اسی سلسلے میں حقیقت پر منی اس تحریک التواع کی روشنی میں بات کرنا، ہم سب پر، میں نہیں کہتا ہوں کہ لازم ہے بلکہ میں فرض سمجھتا ہوں ہوں۔ اور سب سے سے پہلے میں کل کے ان تمام شہداء کو جس میں ہمارے بھی پارٹی کے نیشنل یونیورسٹی نیشن کے ساتھی، قسم کا کڑ کے جوان بھائی محمد نسیم کا کڑ شہید ہوئے تھے۔ ان سمیت تمام شہداء کو پارٹی کی جانب سے خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اور یقیناً جس طرح ابھی بات چل رہی ہے میں پہلے اس میں نہیں تھا کہ دوستوں نے کیا بات کی ہے یا ابھی جو ہم سن رہے ہیں یقیناً یہ ایک دلخراش ایجاد ہے اور یہ واقعات ہمارے ساتھ کل سے پرسوں سے نہیں بلکہ کافی پہلے سے ہم دیکھتے چلے آرہے ہیں اور اس ایوان میں شاید اگر پارٹی کے لحاظ دیکھا جائے تو کوئی بھی پارٹی ایسی نہیں ہوگی جس کے پیارے جس کے ساتھی اس طرح کے واقعات میں خون میں لٹت لٹت وہ دیکھنے پچے ہوں۔ بلکہ صورتحال تو ابھی کچھ ایسی بنتی جا رہی ہے کہ شاید ہم پورے بلوچستان میں اگر یہ کہوں کہ آپ کا پورا پتوں، بلوچ بیلٹ یہاں پر کوئی تبرستان ایسا نہیں ہوگا کوئی گاول ایسا نہیں ہوگا کوئی بازار ایسا نہیں ہوگا یہاں تک کے کوئی گھر ایسا نہیں ہوگا جس نے دھشگردی کی وجہ سے اپنے پیارے کی لاش نہ اٹھائی ہو۔ اور اس پر میں خود آپ کے سامنے میں کھڑا میں تو اکثر یہ دعا کرتا ہوں کہ زندگی میں نشیب و فراز آتے ہیں مشکل اور اچھے وقت آتے رہتے ہیں لیکن اللہ کسی بھی گھر کو۔۔۔

(خاموشی۔ آذان عشاء)

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی اصغر خان صاحب۔

جناب اصغر خان اچکزئی: جناب اسپیکر! یقیناً ہمارے پتوں میں ایک کہاوت ہے کہ زمین وہ جلتی ہے جس پر آگ جل رہی ہو۔ ہم شاید تقریریں کر کے اور خراج عقیدت کے الفاظ فل کے شہداء کو پیش کر دیں۔ اللہ نہ کرے یہ ہماری دعا ہے بلکہ حضرح میں بات کر رہا تھا آذان سے پہلے ہم تو اکثر یہ دعا کرتے ہیں کہ ایسا وقت اللہ کسی کے دشمن پر بھی نہ لے آئے جو واقعات ہم نے خود دیکھے ہیں۔ یعنی جب ہم چمن میں تھے 8 اگست کا واقعہ ہوا۔ اور جب ہمیں یہ بتایا گیا کہ 8 اگست کے واقع میں اتنے شہداء اس میں آپ کا بھائی بھی شامل ہے۔ تو وہ حالت جس کو ہم نے خود دیکھی ہیں یا پھر جب آج سے اگر ہم 10-9 سال پہلے چلے جائیں جب ہم پشاور میں پارٹی کے مرکزی سینٹرل ورکنگ کمیٹی اجلاس میں شرکت کرنے کے لیے گئے تھے اور جب فون آیا ”کہ آپ کے والد کو شہید کر دیا گیا ہے۔“ یعنی یہ صورت حال الفاظ آپ بیان نہیں کر سکتے اور پھر جب ایسے واقعات پر حضرح کل کا واقع ہوا جس طرح پہلے کے واقعات ہوئے ہیں، ہم اس کو از روے مذاق لے لیں کوئی کہیں کہ یہ صرف مفظوٹی کے لیے ہمارے پاس یہ فرم رہے کوئی کہیں کہ ہمیں حکومت حوالے کر دیں۔ اور اگر حکومت کی بات کی جائے زابد صاحب اس بلوچستان میں زیادہ تر حکومتیں جمعیت کے ہاتھوں میں گزری ہیں حکومت کی بات نہیں ہیں جب آپ نے ماضی میں اس لحاظ سے اس طرح کے واقعات کی روک تھام میں کوئی کردار ادا نہیں کیا تو کل کیا کروں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں اس پر سوچنا چاہیے کہ یہ واقعات ہمارے ساتھ کب تک اس طریقے سے ہوتے رہیں گے۔ اگر تاریخ میں جائے جناب اسپیکر ہم آج بھی کہتے ہیں کہ یہ ملک کی غلط پالیسیوں کا نتیجہ ہے جس آگ میں آج ہم سب جل رہے ہیں جس آگ سے آج ہم سب دوچار ہیں یا اس ملک کی غلط خارجہ اور داخلہ پالیسی ہیں۔ جس کی نشاندہی ہم نے 40 سال پہلے کی تھی اور آج ہم شکر ادا کرتے ہیں اس عظیم ذات اللہ کے، کہ آج اس لحاظ سے زابد صاحب کے قائد نے بھی ہفتہ دن پہلے بیان دیا تھا کہ یہ جو کچھ اس طرف ہوا افغانستان میں یہ جہاں نہیں فساد ہیں اس نے خود یہ statement کر دیا اور ہم نے 40 سال پہلے جناب اسپیکر کہا تھا کہ خداراء اس آگ کی لپیٹ میں کل ہم سب آجائیں گے اور خاص کر ایک بات میں کہوں یعنی ایک طرف ہم لاشیں اٹھا رہے ہیں دنیا کو ہم تسلی دے رہے ہیں کہ ہم دہشت گردی کے خلاف ایسے اقدامات اٹھانے جارہے ہیں کہ دنیا دیکھتے جائے لیکن آج کے اخبار میں آپ کے federal minister for interior کا statement ہے کہ احسان اللہ احسان ہم نے فرار ہو گیا اور یہ حقیقت ہے یعنی کیا یہ ان شہداء کے کیا دہشت گردی کے وجہ سے یہاں پر جتنے بھی لاشیں اٹھائیں گے کیا آج کا یہ statement

ان سب کے زخموں پر نمک چھڑ کانے کے مترادف نہیں ہے کیسے اور کس طرح ہوا ہے اور پھر اس کے پیچھے پس منظر میں جو کہانی بیان کی جا رہی ہیں، ہم ایک اور جنگ کی کہابھی اس کو کسی اور کے حوالے کیا گیا ہے اور شام میں جا کروہ اپنا روول play کریں گا تو کیا اس کے اثرات سے پھر کل ہم فتح سکتے ہیں کیوں ہم اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں یہ میں آج بھی کہتا ہوں کہ یہ آپ کے آئی جی صاحب کے آپ کے سی سی پی او صاحب کے آپ کے minister کے آپ کے interior secretary کی بس کی بات نہیں ہے جناب اپنے اس ملک کی داخلہ وہ خارجہ پالیسی پر ازسرنو سوچھنے کی بات ہیں آپ کے سانحہ اے پی سی کا واقع ہوا 16 دسمبر کا۔ پوری قومی قیادت نے بیٹھ کر 22 نکات ترتیب دیئے کہ ہم ان نکات پر عمل پیرا ہو کر ہم دہشت گردی کو جڑ سے اکھاڑ دیں گے اس پر کہاں تک عمل درآمد ہوا۔ اور اس کے بعد پھر یہ طے ہوا کہ ہر province میں اپنے کمیٹی کے نام پر جتنے بھی دہشت گردی کے خلاف agencies law and enforcement agencies ہیں ادارے ہیں سیکوریٹی کی ادارے ہیں حکومتی لیوں پر ہیں یہ سارے بیٹھ کر جہاں پر بھی جس بھی صورت میں بھی نشاندہ ہی ہو گی اس کے خلاف کارروائی ہو گی ہم نہیں کر رہے ہیں ہم آج تک سنجیدہ نہیں ہیں خدا کی قسم کل کے واقعات ہم دیکھ رہے ہیں کہ پرسوں بھی ہو گا ترسوں بھی ہو گا اور ہماری بھی تقریریں ہو گی ہمیں ایک میتھ دینا چاہیے اس ملک کے ان بااثر قوتوں کو کہ اس خونی کھیل سے مزید ہاتھ اٹھانا چاہیے۔ اس خونی کھیل میں ہم کب تک کھیلتے رہے گے اس خونی کھیل کو ہم کب تک اپنا strategic death تصور کرتے رہے گے یا یہ اُسی کے شاخصانے ہیں جناب اپنے ہمارے ساتھ ہو رہا ہے یہ نہیں ہو رہا ہے یہ ہماری بوئی ہوئی فصلیں ہیں جو ابھی ہمیں فصل دے رہا ہے اور ایسے صورت میں دے رہا ہے کہ اس پورے province میں کوئی بھی گھر اپنے پیارے سے محروم ہو کر بچا نہیں ہیں۔ لیکن یہ اگر ہم کہیں کہ ہزار حکومت آپ تبدیل کریں ہزار مختلف چہرے آپ کرسیوں پر بٹھا دیں جب تک فیصلے وہاں سے صحیح نہیں ہوں گے جو سب کچھ اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں ہم اسی طرح بے اُسی کے عالم میں ابھی تو صورت حال یہاں تک پہنچ گئی ہیں کہ آپ اپنے کسی جنازے میں بھی نہیں جاسکتے ہیں۔ کیونکہ ڈراور خوف وہاں پر یہ ہوتا ہے کہ وہاں پر۔ آپ کسی اور حادثے سے دوچار نہ ہو جائے۔ کیوں؟ یہ لوگ اپنے بااثر کیسے ہیں اس کے پاس یہ قوت کہاں سے آئی ہیں جس کے سامنے ہم سب بے لب ہیں حکومتوں سے enforcement law اداروں تک کم از کم میں کہتا ہوں کہ جب میں لمبی بات نہیں کرنا چاہتا ہوں کم از کم اس نیشنل ایکشن پلان پر جو اس ملک کی تمام سیاسی قیادت تمام فورسز کے ہیڈ نے بیٹھ کر تمام stakeholders بیٹھ کر اس ملک کی امن و امان کے حوالے سے تشکیل دی تھی اس کیوں عملدرآمد نہیں ہوتا ہے۔ آج بھی ہمارے تصور میں کیوں good اور bad کا سلسلہ چل رہا ہے آج آپ دیکھ لیں کچھ دن پہلے آپ کا ڈی

ایس پی اس کا بیٹھا آج کے یہ واقعات کچلاک میں کیا ہوا اور آگے پتہ نہیں ہم کیا دیکھنے کو ہمیں ملیں گے بہت کچھ حادثات ہم تو خدا کی قسم جناب اپیکر جس طرح آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ گھنٹے کے بعد یہ ہو گا دو گھنٹے کے وہ ہو گا کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں یہ ساری چیزیں ہماری اردوگرد ہو رہی ہیں۔ لیکن میں ڈراور خوف کے مارے اس پر کچھ بول نہیں سکتا ہوں لیکن نام تک ہم کسی کے نہیں لے سکتے کیونکہ اگر ہم نام لیں گے تو باہر جا کر ہمارے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ یہ اپنے ایک دو سیکورٹی گارڈ سے ہم میں سے کوئی بھی محفوظ نہیں ہے جناب اپیکر۔ وہ جس کو بھی ٹارگٹ تصور کر لیں وہ ٹارگٹ کر سکتا ہے achieve کر سکتا ہے۔ وہ ان کے لیے کوئی مشکل ہی نہیں ہیں تو خداراء ہم آج اس تحریک التواء اس بحث کے توسط سے آپ کے توسط سے جناب اپیکر request کرتے ہیں کہ خون کا یہ کھیل ختم ہونا چاہیے اور یہ تب ختم ہو سکتا ہے جب ہم national action plan پر، اس کے روح پر من و عن عمل کریں گے اس کی ایک ایک لفظ پر عمل کریں گے تب جا کر ہمیں نجات مل سکتی ہیں۔ اور اگر ہم یہ خواہش کر لیں کہ کوئی کہیں کہ ہمیں سال کی حکومت دے کوئی کہیں کہ ہمیں ایک دن کی حکومت دیں ایک سال نہیں 10 سال 15 سال یہاں پر حکومت آپ کے پاس رہی ہیں۔ جب مسئلہ یہاں پر آپ کے پالیسیوں کا ہیں آج ہم دنیا میں کس استحق پر ہیں جناب اپیکر! اپنی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ہیں۔ اور ہم نے ان غلط پالیسیوں کو یہاں تک ہمیں پہنچا دیا ہے کہ آج UAE بھی اگر ہمارے لکھیر کھینچ دیں ہم اس کا ایک لکیر کو رکھ کر اس نہیں کر سکتے ہیں ہم کسی کو وعدہ دلادیتے ہیں کہ ہم آپ کے پاس اسلامک فورم کے نام پر آئیں گے لیکن کوئی اگر ہمیں کہیں کہ نہیں جاسکتے ہو ہم نہیں جاسکتے ہمارے پاس ایٹم بم ہیں لیکن ہم بے بس ہیں کیونکہ ہم نے اندر ورنی خانہ حالات اپنے آپ کے اس نجی پر پہنچا دیئے کہ ہم کسی کے ساتھ نہ کچھ کر سکتے ہیں نہ کسی کے سامنے کوئی بات رکھ سکتے ہیں آج بھی وقت ہے حالات ہمارے ہاتھوں سے نکلیں نہیں ہیں جناب اپیکر! آج بھی وقت ہے کہ اگر ہم سنجیدگی سے تمام stakeholders پیٹھ کر national action plan پر اس طریقے سے عمل درآمد کریں جس طریقے سے اس کا فیصلہ ہوا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ نہ یہ دہشت گردی رہے گی نہ اس دہشت گردی کے پیچھے فور سزر ہے گے اور یہ اب کب تک کرتے رہے گے مطلب اس طرف کوئی ہوتا ہے تو ہو کہیں کہ ادھر کے مداخلت ہیں ہمارے ہاں کچھ ہوتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اس کی طرف سے مداخلت ہیں مطلب یہ تو میں کہتا ہوں کہ یہ بات شاید ہمارے کافی دوستوں کو اچھانہ لگیں یہ point scoring ہیں اپنے آپ کو کسی کے سامنے مزید ہو کیا بولتا ہے اس کو وہ کرنا ہے کہ کوئی مجھ سے خوش ہو جائے۔ ہاں اس میں یہ ہے فلاں اس ہیں کم از کم اگر ہم چار انگلیاں کسی اور کی طرف کر دیتے ہیں تو ایک انگلی اپنی طرف بھی کر لیں۔

جناب ڈپٹی اپیکر: تھوڑی بات کو مختصر کر دیں کیونکہ باقی مبرز بھی بولنا چاہتے ہیں۔

جناب اصغر خان اچکزی: بس مہربانی جناب اپیکر۔ میں آخر میں ایک مرتبہ پھر کل کے تمام شہداء کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اپیکر: جی ملک نصیر شاہ بوانی صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہ بوانی: شکریہ جناب اپیکر صاحب سب سے پہلے میں کل کی واقعہ میں شہید ہونے والے وہ 8 افراد جن میں ہمارے فورسز کے جوان بھی تھے اور اس کیستھے ہی سولین جن کے اندر ہمارے دوستوں نے جس طرح اپنے تقریروں میں جن لوگوں کا اظہار کیا جس طرح نصراللہ خان زیرے نے کہا کہ حاجی حامد خان اچکزی جو ہمارے پارٹی کے کارکن تھے اسی طرح اے سی کوئی اس کے پی ایس ہیں حامد بیچاری، ڈی ایس پی سریاب کے جو ڈرائیور ہیں عبدالرسول شاہ بوانی اس طرح جماعتِ اسلامی سے تعلق رکھنے والے عبدالقیوم کا کڑ کے بھائی اور پھر ساتھ ہی اصغر خان اپنے پارٹی کے کسی دوست کا ذکر کیا میرے خیال میں لوگ جو بھی ہو خون کارنگ جو ہے وہ سرخ ہوتا ہے، چاہے وہ کسی بلوج کا خون ہو کسی پشنون کا خون ہو، کسی ہزارے کا خون ہو۔ کسی مسلم کا خون ہو، کسی ہندو کا خون ہو، انسانیت کا خون جب زمین پر ٹپک کر گرتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے عرش سے بھی آواز آتی ہے کہ اس ظلم کے خلاف اور اس موقع پر میرے خیال میں میں آج ایک شعر ضرور کہوں گا کہ ظلم کے لیے جو کسی شاعر نے ایک شعر کہا ہے:

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔

خون پھر خون ہے ٹکے گا تو جم جائے گا۔

بدقتی سے اس ایوان میں آئے ہوئے ہمیں ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ ہمیشہ ہماری جو بھی اجلاس یہاں پر شروع ہوتی ہے، کسی دعا سے کسی فاتحہ سے ہر کونے سے ایک آواز آتی ہے کہ فلاں جگہ فورسز پر دھماکہ ہوا ہے۔ ان کے لیے دعا کریں۔ دوسری طرف سے ایک آواز آتی ہے کہ فلاں جگہ پر جو لوگ شہید ہوئے ہیں، ان کے لیے دعا کریں کسی تیسرا جگہ پر کہیں سے آواز آجاتی ہے کہ فلاں کان میں جو لوگ شہید ہوئے ہیں ان کے لیے دعا کریں کسی کو نے سے یا آواز بھی آ جاتا ہے کہ فلاں بس میں جو 32 لوگ مر گئے ہیں یا 22 لوگ مر گئے ہیں۔ میرے خیال میں اور پھر ہم دعا کر کے اس کے بعد جس طرح اصغر خان اچکزی نے کہا کہ جلتا ہے وہ جگہ جس جگہ پر آگ، اُسی جگہ محسوس ہوتی ہے کہ یعنی اس درد کی کیفیت کیا ہے ہم تقریریں کرتے ہیں ہم سب بڑے طویل تقریریں ہماری ہوتی ہیں، لیکن اس کے بعد گفتائنا نہ شنتا اور برخاستا کی جو سلسلہ ہے وہ جاری رہتا ہے۔ جناب اپیکر صاحب! ہم نے اس فورم پر حکومت کو ہر بار یہ کہا ہے کہ اپوزیشن آپ کے ساتھ ہیں بلوچستان کے مسئلے پر ہم نے اُن کو کہا ہے کہ اپوزیشن آپ کے ساتھ ہے سیندک اور ریکوڈ کے مسئلے پر ہم نے ان کو کہا ہے کہ اپوزیشن آپ کے ساتھ ہے۔ سی پیک کے

حوالے سے ہم نے کہا ہے کہ اپوزیشن آپ کے ساتھ ہے۔ امن و امان کے حوالے سے بھی ہم نے ان کو کہا ہے کہ اپوزیشن آپ کے ساتھ ہے۔ ہم کوئی نمبر اسکورنگ کرنا نہیں چاہتے ہیں جناب اپیکر صاحب۔ انسان کا جو خون بہتا ہے جس طرح میں نے کہا کوئی بھی ہو۔ وہ ایک خون ہے۔ اور وہ کسی بھی فرد کا ہو۔ کسی بھی شخص کا ہو۔ اس پر ہم سب افسوس کرتے ہیں۔ اور خاص کر بلوچستان نیشنل پارٹی کا یہ منشور کا حصہ ہے کہ جہاں پر کبھی اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں۔ بلوچستان نیشنل پارٹی اُس کو condemn کرتی ہے۔ اور آپ نے دیکھا ہے کہ بلوچستان نیشنل پارٹی کے قائدسردار اختر مینگل نے بھی اس قسم کے واقعات پر ہمیشہ قومی اسمبلی میں جو ہے اس قسم کے واقعات کو condemn کیا ہے۔ مجھے افسوس ہوتا ہے۔ ایک دفعہ میرادوست بیٹھا ہوا ہے۔ اُس نے اس قسم کے جب واقعات ہوتے ہیں۔ اُس نے ایک بات کا ذکر کیا۔ لیکن بعد میں اُس نے خود اس بات کو واپس لی۔ انہوں نے ایک بات کا اظہار کیا کہ اپوزیشن ہمیشہ یہ کہتا ہے کہ وہاں پر کچھ لوگ دہشتگردی میں مارے گئے۔ ان کیلئے فاتح ہو۔ وہ کبھی سیکورٹی فورسز کے لیئے یہ بتیں نہیں کہتا۔ تو ہم آج دوبارہ اس فورم پر کہتے ہیں۔ جس طرح میں نے کہا کہ سیکورٹی فورسز، مسلم، ہندو، عیسائی، سکھ، بلوچ، پشتون، پنجابی، ہزارہ۔ جہاں پر کبھی یہ خون بہتا ہے یہ مقدس ہے۔ اور یہ اس خون کو نہیں بہنا چاہیے۔ ابھی اس تفریق میں پڑنا چاہیے کہ میں اگر دوستوں نے اپنی پارٹیوں کی جو ہے انہوں نے مثالیں دیں۔ جس طرح اصغر خان اچکزی نے کہا یا اس سے پہلے زمرک خان نے کہا کہ ہمارے ایم پی ایز پر کبھی جملے ہوئے۔ ہمارے وزراء مارے گئے۔ اسی طرح بلوچستان نیشنل پارٹی کی اگر تاریخ لے لیں۔ تو بلوچستان نیشنل پارٹی کی اپنی تاریخ بھی قربانیوں سے بھری پڑی ہیں۔ ہمارے 84 افراد جناب اپیکر صاحب! ہمارے مرکزی سیکرٹری، حبیب جالب سمیت 84 وہ لوگ جو ہمارے عہدیدار تھے۔ وہ ثارگٹ کلگ کی اسی ڈور میں مارے گئے۔ جب یہ دہشتگردی کا سلسلہ شروع ہوا۔ شاید ان قوتوں کا یہ خیال تھا کہ بلوچستان نیشنل پارٹی اُس کے بعد ختم ہو جائیگی۔ لیکن آج بلوچستان نیشنل پارٹی ایک اور مضبوط قوت سے اُبھر کر سامنے آیا۔ ہمیں افسوس ہوتا ہے۔ ہم آج بھی اس فورم پر جناب اپیکر صاحب! حکومت کو دعوت دیتے ہیں کہ بھلے آپ P.S.D.P پر ہمیں ساتھ نہ بٹھائیں بلوچستان کے حوالے سے۔ ترقیاتی کاموں سے دور کھیں۔ بھلے آپ سینڈک اور یکوڈ کے حوالے سے کوئی پالیسی بنانا چاہتے ہے۔ اُس سے ہمیں دور رکھیں۔ بھلے آپ سیکیورٹی کا دوسرے حوالوں سے اگر آپ ہمیں دور رکھنا چاہتے ہیں۔ ہمیں دور رکھیں۔ لیکن خُدا ہم پیشکش کرتے ہیں کہ ہم امن و امان کے مسئلے پر آپ کے ساتھ بیٹھنا چاہتے ہیں۔ یہ صوبہ ہم سب کا ہے۔ یہ وطن ہمارا بھی ہے۔ یہاں پر اگر آگ لگتا ہے جناب اپیکر صاحب! تو اُس میں حکومت کے ساتھ اپوزیشن بھی جل جاتا ہے۔ ہم پھر پیشکش کر کے اور نیک نیتی سے اس بات کا پیشکش کرتے ہیں۔ ہم نے تو

ریکووزیشن پر اس سے چند دن پہلے اسی آمن و امان پر جو ہے ہم نے اس اجلاس کا انعقاد کیا تھا۔ اور جس طرح میرے دوستوں نے اس کا ذکر کیا کہ ہماری حکومت کی طرف سے بار بار کو مر توڑنے کی کوشش کی گئی کہ کو مر ٹوٹ جائے۔ اور یہ سلسلہ رُک جائے۔ آج پھر ہم آپس میں سر جوڑے ہوئے ہیں۔ اور اس آمن و امان پر بات کر رہے ہیں۔ آج صحیح گھر سے نکلتے ہوئے سب سے پہلے میں اپنے اس علاقے میں عبدالرسول کے گھر فاتحہ کیلئے گیا۔ کل کے واقع میں وہ شہید ہو گیا تھا تو وہ کون سا دن ہے جس دن ہم گھر سے نکلے اور اس قسم کے واقعات نہ ہو؟۔ اگر اس قسم کے واقعات ہو جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں حکومت کی ذمہ داری اپنی جگہ پر ہے۔ لیکن ہماری ذمہ داری جوہ ہم سے ہو سکتا ہے۔ ہم پیش کرتے ہیں۔ لیکن اس قسم کے کوئی آمن و امان کے حوالے سے اگر کوئی مینگ آج تک حکومت نے ہمیں تو اس نے پیش کیا نہیں کی۔ کہ آج ایک اعلیٰ سطح کا آمن و امان کا ایک اجلاس ہے آور ہم سب ملکر بیٹھتے ہیں۔ اور بلوچستان کے حوالے سے ایک لائحہ عمل بیٹھ کر بناتے ہیں۔ یہ کون ہے جو مجدوں میں دھماکے کرتے ہیں یہ کون ہے جو مدرسوں میں دھماکے کرتے ہیں۔ یہ کون ہے جو چورا ہوں پر لوگوں کو خود کش اس سے اڑاتے ہیں۔ اور معصوم اور بیگناہ انسانوں کو اور فورسز کو جو ہے وہ شہید کر کے چلے جاتے ہیں؟۔ تو کم از کم ہم لوگوں کو پتہ چلے کہ اس کے پیچھے کون سے وہ عناصر ہیں جو اس وقت یہ واقعات کرتے ہیں۔ صرف جو ہے یہاں پر ہم کھڑے ہو کر کسی ایک ٹھیک ہے ہم ایک اس ملک میں بنتے ہیں جس کا نام پاکستان ہے۔ ہمارے ارد گرد ہمارے دشمن بھی ہوں گے۔ لیکن ہم ان دشمنوں پر نظر رکھنے کیلئے اگر وہاں سے کوئی سب کچھ ہو جاتا ہے۔ اس کی تدارک کے لیے بھی پھر ہم آپس میں مل بیٹھ کر کم از کم ہم ایک آپس کا لائحہ عمل طے کرنا چاہیے۔ اگر واقعی یہ ان دشمنوں کی طرف سے ہے یا پھر ہمارے اپنے ملک کے اندر کچھ ایسے لوگ ہیں جو گمراہ ہو چکے ہیں۔ اور یہ کام کر رہے ہیں۔ ان سب لوگوں پر جو ہے نظر رکھنی چاہیے۔ جناب اپیکر صاحب! آج کے اخبار میں۔ اسی اخبار میں جو خود کش دھماکے کا واقعہ ہے۔ اور اسی اخبار ہی کے اندر ہمارے وزیر اعظم پاکستان کا بیان ہے کہ دہشت گردوں کے محفوظ ٹھکانے ختم۔ افغان مہاجرین کی پھر آگے چل کر کہتا ہے کہ موجودگی میں انہا پسندی ختم کرنے کوئی ضمانت نہیں دے سکتا۔ پھر آگے جا کر کہتا ہے کہ کیمپوں میں کیمپوں سے چند ہزار عسکریت پسند۔ چند ہزار عسکریت پسندوں کو ہم کیسے پکڑ سکتے ہیں؟۔ تو یہ وہ تمام چیزیں ہیں جناب اپیکر صاحب! کہ یہاں اس ملک میں بیٹھ کر اپنے لئے ایک پالیسی بنانا ہم سب کا فرض ہے۔ کہ کوئی وہ چیز جو ہمارے اس ملک کے مفاد میں ہے۔ جو ہمارے ملک کے بنیادوں کو کوکھلا کرتا ہے۔ اس کیلئے چاہے اپوزیشن ہو۔ چاہے حکومت ہو۔ میرے خیال میں سب نے مل بیٹھ کر جو ہے اپنی ایک لائحہ عمل طے کرنا ہے۔ اور جس دن ہم اس اسمبلی کے اندر آمن و امان پر جناب اپیکر صاحب بات کر رہے تھے۔ اسی دن اصغر خان صاحب ابھی چلے گئے۔

اچھا! اصغر خان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اٹھ کر سب سے پہلے یہ بتیں کی ہیں کہ آج کو ٹک ٹاپ بند ہے۔ جن سے لوگ انعام ہو رہے ہیں۔ حکومت کا حصہ ہے۔ کابینہ میں بیٹھے ہیں۔ فیصلے کرتے ہے۔ لیکن چونکہ اُس کا علاقہ متاثر ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اُس کو یہاں اس اسمبلی کے فوراً کو استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ یہ تمام چیزیں ہیں۔ جس پر مل بیٹھ کر جو ہے بتیں کرنے کی ضرورت ہے۔ جناب اپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی اپیکر: ملک صاحب! بات تھوڑی مختصر کر دیں۔

ملک نصیر احمد شاہواني: میں نے بات بہت کی۔ میں بات کو مختصر کرتا ہوں۔ آخر میں صرف انہیں الفاظ کے ساتھ کہ اپوزیشن، حکومت جو ہے اُس کی اپوزیشن کو اگر اُس کی نیک نیتی ہے جو۔ جس نیک نیتی کا وہ مظاہرہ کر رہا ہے۔ حکومت کو بھی یہ چاہیے کہ کم از کم اُسی نیک نیتی سے ہمارے ان باتوں کا جواب دے۔ انہی الفاظ کے ساتھ جناب اپیکر صاحب میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ بہت مہربانی شکریہ۔

جناب ڈپٹی اپیکر: جی شکریہ ملک نصیر احمد شاہواني صاحب۔ جی اصغر ترین صاحب بات کریں آپ۔

جناب اصغر خان ترین: شکریہ جناب اپیکر! اِسْمُ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ جناب اپیکر! سب سے پہلے میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے کل ہونے والے ایک دھماکے کی بھرپور مدد کرتا ہوں۔ اور اس میں جو افراد شہید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی شہادت قبول فرمائے۔ اور جو لوگ اس میں زخمی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو تندیرتی عطا فرمائے۔ جناب اپیکر صاحب! اس سے پہلے اس اجلاس سے قبل اپوزیشن کی طرف سے ایک اجلاس گلایا گیا تھا۔ وہ آمن و امان کے حوالے سے تھا۔ لیکن بدقتی سے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے میں کہ اُس دن جب آمن و امان کے حوالے سے اجلاس گلایا گیا تھا۔ تو یہ حکومتی پیغام سب خالی پڑے تھے۔ ایک، دو حکومتی الہکار۔ اگر ساتھی اگر موجود تھے۔ اُس کے علاوہ یہ بالکل پوری بیٹھ خالی تھے۔ کوئی بھی ذمہ دار وزیر ہمیں اُس دن نظر نہیں آ رہا تھا۔ انہوں نے اُس اجلاس کو بڑا نازک لیا۔ بڑا light ایسا۔ اگر اُس اجلاس کو سنجیدہ لیا جاتا۔ اُس اجلاس پر زیر یور کیا جاتا، ہو سکتا ہے کہ آج یا کل جو واقعات جس سے ہم اپنے آپ کو اپنے عوام کو پجا سکے۔ جناب اپیکر صاحب! کل جو واقع ہوا۔ یقیناً دردناک واقعہ اور ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اُس پولیس الہکار کو جس نے اپنی جان پر کھیل کر ہزاروں جانیں بچائی ہیں۔ اگر وہ شخص وہ سپاہی وہ پولیس الہکار اگر وقت پروہ وہاں نہ جاتا۔ اور اُس خود کش کو نہ روکا۔ تو یقیناً بہت بڑی تباہی ہوئی تھی بہت بڑا لفڑان ہونا تھا۔ میں اُس شخص کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں اُس کے والدین کو اور دعا یہں اللہ تعالیٰ انکو صبر عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اُس پولیس الہکار کو بالخصوص اُس کی شہادت قبول فرمائے۔ اور اُس کے ساتھ ساتھ جو اور لوگ

ہمارے عام شہری شہید ہوئے ہیں۔ ان کی شہادت قبول فرمائے۔ جناب اپیکر صاحب! پاکستان میں بلوچستان جو واحد صوبہ ہے جو چیک پوسٹوں سے مالامال ہیں۔ اگر آپ کہیں کس طرف بھی سفر کریں۔ آپ کو ہر پانچ کلومیٹر کے بعد ہر دو کلومیٹر کے بعد سیکورٹی فورسز کے چیک پوسٹ نظر آئیں گے۔ آپ پنجاب میں جائیں۔ آپ کو یہ چیک پوسٹ نظر نہیں آئیں گے۔ آپ Capital میں جائیں آپ سنڈھ میں جائیں آپ P.K.Mیں جائے واحد بلوچستان صوبہ ہے جہاں چیک پوسٹوں کی بھرمار ہیں۔ لیکن اُس کے باوجود اس صوبے میں بڑے بڑے سانحات گزریں ہیں۔ اور یہ کل کاسانحہ بھی گزرا ہے۔ یہ کیا وجہ ہے؟۔ یہ لوگ کہاں سے آتے ہیں؟۔ کس راستے سے آتے ہیں۔ کن کی سرپرستی ان کو حاصل ہے، کن کی مدد اکتوحاصل ہے؟۔ اور اس طرح کے واقعات کا ذمہ دار کون ہے؟۔ ان شہادتوں کا ذمہ دار کون ہے؟۔ کس نے کوتا ہی کی، کس سے کوتا ہی ادھر نظر آئی؟۔ کہاں نظر آئی ہے؟۔ آیا اس پر کمیشن بنایا گیا، یا آیا اس پر کوئی کمیشن بنایا جائیگا؟۔ آیا اس واقعہ کی تحقیقات کی جائیگی کہ اس کا ذمہ دار کون ہے؟۔ ہم نمائندے ہیں منتخب، even ہمیں کھڑا کر کے چیک کیا جاتا ہے۔ ہم نے کبھی رُمحوس نہیں کیا۔ ہم نے کہا کہ آپ کی ڈیوٹی ہے آپ کریں۔ لیکن ڈیوٹی میں غفلت کس نے کی؟۔ اس کی تحقیقات ہونی چاہیے جناب اپیکر صاحب!۔ اگر تحقیقات نہیں ہونگے تو اللہ معاف کرے اللہ نہ کرے اس طرح کے واقعات مزید ہمیں سامنے نظر آئیں گے۔ جناب اپیکر صاحب! اربوں روپیہ گورنمنٹ خرچ کرتی ہے، سیکورٹی فورسیز پر، امن و امان پر۔ اربوں روپیہ عوام کی جیبوں سے نکال کے ہم خرچ کرتے ہیں سیکورٹی پر، اربوں روپیہ لوگوں کا پیٹ کاٹ کے ہم خرچ کرتے ہیں عوام کی سیکورٹی پر۔ لیکن اُس کے باوجود اس طرح کے واقعات رونما ہو رہے ہیں، کیوں؟۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پیسے ضائع ہو رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت سخیدہ نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح پیسے لگادیئے جائیں گے لیکن واقعات ہوتے رہیں گے۔ کیوں؟۔ کس چیز کی کمی ہے ہمارے فورسیز میں، کوئی چیز مہیا نہیں کی گئی ہے حکومت کی طرف سے اس فورسیز کو اس طرح کے واقعات ہو رہے ہیں۔ جناب اپیکر! اس طرح واقعات کا روک تھام ہونا چاہیے۔ کیا گلہ ہے سیکورٹی فورسیز، کیا حکومت کا گلہ ہے کیوں واقعات ہو رہے ہیں۔ کیا چاہیے ان، ہمارے لوگ اپنا پیٹ کے ان کو پیسے مہیا کئے ہیں۔ جناب اپیکر! بلوچستان ہمارا گھر ہے ہم سب کا گھر ہے۔ چاہیے وہ گورنمنٹ بیچوں میں ہو چاہیے وہ اپوزیشن میں ہو، چاہیے وہ کسی پارٹی سے تعلق ہو، کوئی بھی شخص ہو، کسی بھی گاؤں سے، چاہیے سردار ہو، نواب ہو، فقیر ہو، امیر ہو غریب ہو، یہ سب بلوچستان ہم سب کا گھر ہے، اور اس کی ذمہ داری کس کی ہے۔ جب گھر کا ذمہ دار شخص غیر زمہ داری دکھائے گا تو اس طرح کے واقعات پھر رونما ہوں گے۔ پھر تکلیف ہوگی، ہم سب کو ہوگا۔ درد ہوگا۔ یہ اس فرد کی ذمہ داری ہے اس گھر کے بڑے کی۔ کہ وہ کردار ادا کریں

اس گھر کو چلانے میں، نقصان سے بچانے میں، جو اس کی ذمہ داری ہے۔ دوسرا جناب اسپیکر! چاہیے اپوزیشن میں لوگ بیٹھے ہوئے ہوں یا گورنمنٹ میں لوگ بیٹھے ہوں۔ یہ ٹھیک ہے یہ سیاست کا اپنا حصہ ہے۔ لیکن عوامی نمائندوں کو جب ترجیح نہیں دی جائیگی بالخصوص امن و امان کے حوالے سے بالخصوص ایسے ایشوں میں جس میں نقصانات ہو رہے ہیں۔ جب ان کو نہیں سنیں گے۔ ان کی بات پر آپ کا نہیں دھریں گے اور ان کو مزید تکلیف دینے تو پھر ایسے واقعات تو ہونگے۔ کیا اس 18 مینوں میں اپوزیشن کو بلا یا گیا اپنے پاس؟۔ کیا اس امن و امان پر بات کی گئی ہے؟۔ اس سے پہلے اجلاس ہوا۔ کیا اس اجلاس کے بعد حکومت کی طرف سے ہمیں کوئی پیغام آیا۔ کہ آپ ہمارے ساتھ بیٹھے امن و امان پر بات کریں۔ کیا تحفظات ہیں آپ کے؟۔ لیکن یہ ایک ایسا issue ہے اس میں ہمیں across the board اکٹھا ہونا چاہیے۔ لیکن یہ ایسا ایشو ہے جس سے جو شہادتیں ہوئی ہیں، یہ لاشیں جن کے گھر پہنچی ہے۔ آپ ان کے والدین سے پوچھیں۔ آپ ان کی ماں باپ سے پوچھیں۔ آپ ان بیوہ سے پوچھیں، آپ ان میتھم بچوں سے پوچھیں۔ میں کل جب واقعہ ہوا میں خود ہسپتال گیا۔ میں جب گیا میں نے جب وہاں حالات دیکھی، یقین جانے کے میں برداشت نہیں کر سکا یقین کرو۔ وہ برداشت کے قابل نہیں تھے۔ ایک شخص کی آنکھ باہر نکلی ہوئی تھی وہ ڈاکٹر وہ اسپیشلیست کو فون کر رہے تھے، 4 گھنٹے سے وہ ڈاکٹر حاضر نہیں ہو رہا تھا۔ اور وہ شخص ترپ ترپ کے ٹانگیں اور ایسا ہاتھ مار رہا تھا کہیں اس کروٹ بدل رہا تھا، کبھی اس کروٹ ہو رہا تھا۔ یعنی یہ حالت ہے ہماری۔ وہ شخص میں خود وہاں موجود تھا۔ وہ سسک رہا تھا اور ڈاکٹر کو فون کر رہا ہے، میں راستے میں ہوں، 6 گھنٹے گزر گئے وہ ڈاکٹر نہیں پہنچا۔ ہوتکلیف اُس شخص میں جو گزر رہی تھی، وہ اگر انسان محسوس کریں بڑا دردناک تھا جناب اسپیکر صاحب میں بیان نہیں کر سکتا یہاں پر۔ بہت سخت مطلب اس طرح کے یہ کس کی ذمہ داری ہے؟۔ اس ایک جنسی میں انکو بلا ناکس کی زمہ داری ہے۔ جناب اسپیکر صاحب بلوچستان حکومت کو اپنے پالیسی پر نظر ثانی کرنی ہوگی۔ بالخصوص امن و امان پر۔ ایک plan بنانا چاہیے۔ سب سے مشاورت کی جانی چاہیے۔ کہ اس طرح ہم ان واقعات سے اپنے آپ کو بچاسکتے ہیں۔ تب جا کے یہ مسئلہ حل ہوگا۔ اور دنیا میں اس طرح کے ممالک ہیں جہاں کوئی چیف پوسٹ نہیں ہے۔ جہاں کوئی بارڈ نہیں ہے۔ وہ پردھن شتر دی کیوں نہیں ہے۔ اُس کی وجہ کیا ہے؟۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت اور عوام کا تعلق رہے گا۔ جب حکومت اور عوام کا آپس میں ایک relation رہیگا تو اس طرح واقعہ سے پھر آپ آپ کو بچاسکتے ہیں۔ جب تعلق ہی نہیں ہوگا۔ جب ریڈزون ہوگا۔ جہاں خاردار تاریں ہوں گی۔ جہاں جانے کیلئے آپ کو پوچھنا پڑیگا۔ اپنے آپ کو محفوظ سمجھو اور عوام کو غیر محفوظ سمجھو۔ اب یہ کیفیت ہوگی تو اس طرح کے واقعات پھر ہونگے۔ اپنے لئے ریڈزون ہے میرے لئے ریڈزون ہے آپ کے ریڈزون ہے میراں کیلئے ریڈزون

ہے اور عوام کیلئے کوئی زون نہیں ہے، پھر واقعات تو ہوئے۔ حکومت کو چاہیے کہ عوام سے تعلق بنائیں۔ تعلق جو ریس۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اصغر علی ترین صاحب۔ آپ کا نام پورا ہو گیا مہربانی کریں

جناب اصغر علی ترین: دو منٹ دے دو۔ میں wind-up کر رہا ہوں۔ تو اس طرح کے واقعات سے پھر آپ پجا سکتے ہو اپنے آپ کو۔ میری ایک request ہے حکومت پاکستان سے کہ خارجہ اور داخلہ پالیسی پر نظر ثانی کریں۔ کب تک ہم ان نوجوانوں کے لاشیں اٹھاتے رہیں گے؟۔ اور کب تک ہم ان کو دفاترے رہیں گے؟۔ کب تک ہم ان کے والدین کے آنسو کو پوچھتے رہیں گے۔ خدارا خوف کریں اللہ سے ڈریں اور اپنی خارجہ اور داخلہ پالیسی پر نظر ثانی کریں تاکہ بالخصوص پاکستان اور بلوچستان کو ان جیسے واقعات سے بچایا سکتے ہیں۔ اور آخر میں میری جام صاحب سے request ہے میری ایک اپیل ہے کہ جو patient یہاں ہسپتال میں داخل، ہیں ان کو جناب اسپیکر صاحب کراچی شفٹ کیا جائے۔ جس شخص کی میں نے بات کی جس کی آنکھ پڑی ہوئی تھی اُس کے لواحقین یا اپنے اُس کو لے گئے۔ اس طرح کے اور بھی بہت سے patients ہیں۔ میری اس میں یقین کریں کہ بہت غریب لوگ ہیں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جن کو کھانے کیلئے کچھ نہیں ہے، پینے کیلئے کچھ نہیں ہیں میری یہ request ہے حکومت بلوچستان سے انسانیت کی بنیاد پر کہ ان لوگوں کو جو وہاں پر زیر علاج ہیں serious ہیں اُن کو فی الفور آغا خان ہسپتال یا لیاقت نیشنل ہسپتال میں شفٹ کیا جائے تاکہ اُن کا علاج ہو اور ان کی مرہم پڑی ہو۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔ میدم شکلیا نوید صاحبہ۔

محترمہ شکلیلہ نوید قاضی: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جیسا کہ آج تحریک اتواء نمبر 2 جب پیش کی گئی ہے، اس پر میرے بھائیوں نے کافی تفصیل سے بات کی۔ جام صاحب میرے خیال میں کسی important اُس میں چلے گئے اور آئے بھی کافی late تھے، میرے خیال میں ریلی کے بعد تھگ گئے ہوئے۔

ہم قتل ہوئے ہم اس طرح قسطلوں میں
کبھی خبر بدلتے کبھی قاتل بدلتے۔

جناب اسپیکر! بلوچستان کے امن و امان کی بات آتی ہے۔ لاشوں پر ہمیں کہیں سیاست نہیں کرنی چاہیے۔ جتنا سیکورٹی فورسز کو بلوچستان میں پیسہ دیا جاتا ہے آپ کے باقی کسی بھی صوبے میں نہیں دیا جاتا ہے۔ جتنی چیک پوسٹوں سے ہم اپنے گھروں تک پہنچتے ہیں وہ ہمیں پتہ ہے باقی آپ اپنے صوبوں کو دیکھ لیں کہیں پر ایسا نہیں ہوتا ہے۔ لیکن اُس کے بعد بھی اس طرح کے واقعات کا ہونا میرے خیال میں یہ ہم سب کے لئے یہ سوالیہ نشان ہے۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ بوئی

ہوئی فصل کاٹ رہے ہیں۔ یہ فصل کس نے بوئی ہیں اور کیا صرف بلوچستان کیلئے بوئی ہے۔ ہم سندھ جاتے ہیں، ہم پنجاب جاتے ہیں، ہم خیبر پختونخوا جاتے ہیں، ہم بڑے آرام سے شاپنگ بھی کر رہے ہوتے۔ ہم روڈوں میں کوئی ریڈ اور yellow zone نہیں ہیں، ہم یکساں گھوم رہے ہوتے۔ بلوچستان میں اخیر کیوں؟ سارے experiments بلوچستان میں ہوتے ہیں۔ لاشیں بھی بلوچستان میں ہم اٹھائیں، امن و امان کی صورت حال بھی بلوچستان میں خراب ہے، کمائی بھی بلوچستان سے اور شہداء بھی بلوچستان کے زیادہ۔ اصغر علی ترین صاحب نے بات کی جوز میں جلتی ہے اُس کو زیادہ پیش کا پتہ ہے جو آپ کے گھر سے لاش اٹھتی ہے آپ اُس تکلیف کو زیادہ بہتر محسوس کر سکتے ہیں۔ آپ کو زیادہ اُس تکلیف کا اندازہ ہوگا۔ یہاں پر لاشوں کی سیاست نہیں چاہیے۔ میں نے اُس ہائی وے کو killer ہائی وے کہا۔ پوچھئے جا کے اُن گھروں سے کل جو شہداء ہیں اُن کے گھروں سے جا کے پوچھئے۔ اُن بچوں سے اُن عورتوں سے پوچھھا آپ۔ یہاں ہم بیٹھ کے ہم کہتے ہیں کہ سو شل میدیا میں ہم تقریبیں کرتے ہیں No۔ اپنیکر! صاحب آپ اُن سے پوچھو! وہ جو درد اُس گھر میں ہے آپ اُن سے پوچھئے۔ میرے پاس الفاظ نہیں ہے، ہمارے لئے بہت معمولی چیز ہے، ہم ایک دوسرے کو پوانت کرتے ہیں کہ اس نے یہ کہا اور اس نے یہ کہا۔ اگر یہ الیہ آج serious issue پر بات ہوتی تو آپ کو یہ سارے benches خالی نظر نہیں آتی۔ یہاں بیٹھے ہوتے زمہداران۔ لیکن نہیں ہے، ہم صرف اپنی سیاست جانتے ہیں، ہم اسکیمات کو جانتے ہیں۔ ہمارے بلوچستان کے لوگوں سے ہمارا کوئی concern نہیں ہے۔ ہمارے concern نہیں ہے تو تک سے ڈیڑھ سو لوگوں کے لاشیں ملتی ہیں کیونکہ اُس میں ہمارا کوئی اپنا نہیں ہے۔ منځ شدہ لاشیں ملتی ہیں ہمارے concern نہیں ہے کیونکہ اُس میں ہمارا کوئی نہیں ہے۔ شہداء کوئی ہیں ہمارے concern نہیں ہے۔ لیکن خداراء اس چیز پر سیاست نہ کریں۔ لاشوں پر کوئی سیاست نہیں ہوتی ہے۔ سیف سٹی پروجیکٹ ہے آپ کا۔ وہ کہاں گیا۔ آپ لوگوں نے سی سی ٹی وی کیسے لگائیں۔ کل اسی روڈ سے میرا گزرنا ہوا تو مجھ نہیں چھوڑا گیا۔ کیا آپ نے نہیں جانا۔ تو خداراء اس ایک پیچ پر تو ہم ہو۔ بلوچستان کے امن و امان کیلئے ایک page پر تو ہو۔ خدا کا تو خوف ہو کہ آج ان پر ہیں اور کل آپ پر بھی آسکتے ہیں اور مجھ پر بھی آسکتا ہے کسی پر بھی آسکتا ہے۔ کم از کم atleast ہم سیاست نہ کریں اس پر ہم ایک page پر ہوں اور دھاگے کا وہ سرا ڈھونڈیں جہاں سے یہ start ہوا ہے۔ کیوں start ہوا ہے؟ اور again میں یہ کہوں گا thank you۔ Why only Balochistan.

جناب ڈپٹی اپنیکر: شکریہ میدم۔ جی۔ اکبر مینگل صاحب۔

میر محمد اکبر مینگل: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اپنیکر صاحب کل کے واقعہ کے شدید نذمت کرتا ہوں اپنی

طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے اُن خاندانوں کے دکھ درد میں، برابر کے شریک ہے کوئی میں کوئی ایسا مہینہ نہیں گزرتا کہ ایک دردناک واقعات رونما نہیں ہوتے ہو۔ جب کوئی نوجوان اپنے گھر سے نکلتا ہے تعلیم کیلئے۔ جب کوئی نوجوان گھر سے نکلتا ہے اپنے کاروبار کیلئے۔ جب کوئی نوجوان اپنے گھر سے نکلتا ہے نوکری کیلئے تو اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں ہے کہ اُس دن وہ شام کو اپنے پیاروں سے ملنے آ سکے گا نہیں۔ جس دن وہ خیر عافیت سے وہ گھر پہنچتا ہے وہ اُس گھرانے کا سب سے اچھا دن گزرتا ہے۔ جناب اسپیکر! لاءِ اینڈ آرڈر پر ایک خطیر رقم ہم خرچ کرتے ہیں۔ وہ رقم ہمارے بچوں کے پڑھائی پر استعمال ہونی چاہیے سکول بننے چاہیے، وہ رقم جو ہمارے لوگوں کے علاج معالحے پر خرچ ہونے چاہیے، دوائیوں پر، ہسپتاوں پر ہونے چاہیے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ ہمارے خطے میں امن آئے۔ ہمارے لوگوں کو امن مل سکے۔ لیکن بڑی بد قسمتی ہے کہ اس شہر میں جیسے آپ اجلاس بلاتے ہیں دور دراز علاقوں سے ہم آتے ہیں تو یہاں شہری میں enter ہونے سے پہلے ہمیں اپنی شاختی کا رڑ دیکھانا پڑتا ہے۔ یہاں اس شہر میں داخل ہونے پر ہمیں جامع تلاشی دینی پڑتی ہے، جناب اسپیکر صاحب میراح بنتا ہے کہ سوال پوچھو کوہ پھر یہ بارود کے ڈھیر اس شہر کے وسط میں کیسے پہنچتا ہے۔ جناب اسپیکر دو دن پہلے نوئی میں سمیع مینگل کو اسلئے قتل کیا گیا کہ اس نے منشیات فروشوں کی نشاندہی کی۔ اور منشیات فروشوں کو اطلاع پولیس کی جانب سے یہ دیا گیا کہ یہ نوجوان کچھ زیادہ بول رہا ہے اور آپ کے اڑوں کی نشاندہی کر رہا ہے اس کو سبق سیکھا دو۔ اور اُس کے گھر پر گئے منشیات فروشوں اور پولیس تقریباً ایک ساتھ اس کا روبار کو چلا رہے تھے، اور اُس کے گھر میں اُس کے دروازے پر اُس کو بلا کر اُس کے ماں اور بہن کے سامنے اُس کو گولیوں سے چھلانی کر کے رکھ دیا گیا۔ جناب اسپیکر! لگتا ہے یہی ہے کہ اس صوبے کو منشیات فروشوں اور دہشتگردوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ جیسے یہاں پر پہلا پی ایس ڈی پی بنا۔ میں وہ پہلا شخص تھا جس نے اس بات کی نشاندہی کی کہ عدم تنظیم جو دہشتگردی میں ملوث تھے، بلوچستان اور سندھ میں۔ اس پی ایس ڈی پی میں اسکے لئے خطیر رقم اُس کے لئے رکھ دیا گیا۔ جو صوبائی حکومت کا عدم تنظیموں اور دہشتگردوں کیلئے خطیر رقم رکھ سکتا ہے تو ہم کیسے یہ موقع کھین کر وہ ہمارے امن و امان میں مخلص ہو سکتا ہے۔ جناب اسپیکر! یہ گورنمنٹ مکمل طور پر امن و امان کے حوالے سے سنجیدہ نہیں ہے۔ امن و امان کے حوالے سے ہمارے دوستوں نے یہاں پر ریکوویشن بلائی۔ دو دن ہوئے ریکوویشن چلی لیکن جناب اسپیکر! جب یہاں پر ہاؤس میں جب حکومت بنتی ہے جو وزیر اعلیٰ نہیں ہے اُس کو قائد ایوان کہا جاتا ہے۔ اُس کو حکومتی آرکان کا ایوان نہیں کہا جاتا ہے اُس کو House of the leader کہا جاتا ہے۔ اسکو House of the treasury benches نہیں کہا جاتا ہے۔ یہ ایسا ہے سب نے اندر پیدا کرنی چاہیے۔ اگر آپ سنجیدہ ہیں تو اُس جو اجلاس تھے اُس میں شرکت کرنی چاہیے۔ لیکن نہیں

ہم ایسا نہیں کر سکتی۔ ہم پھولنہ دہشت گردوں کو دیکھنا چاہتے ہیں جناب اپیکر! یہ دونوں یادو برسوں کی بات نہیں ہے بلکہ بلوچستان کئی سالوں سے دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے اور باقاعدہ منصوبے کے تحت اس صوبے کو دہشت گردوں کے حوالے کیا گیا ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ لاہور میں جب ایک بچے کو گھر بیوی مسئلے پر تھپڑ پڑتی ہے تو ملک کے میڈیا چینلز تین دن اور ہفتہ اُس کی گونج پورے ملک میں سنائی دیتی ہے۔ لیکن جب یہاں پر بم دھماکہ ہوتا ہے۔ 20 یا 22 افراد ہلاک ہوتے ہیں۔ چالیس یا پچاس رخی ہوتے ہیں، کسی کو بھی کچھ احساس نہیں ہوتا ہے کہ اس ملک کے یہ شہری ہے۔ جناب اپیکر! نیشنل ایکشن پلان جو اس ملک کیلئے بنایا تھا کہاں ہے یہ آج۔ اُس پر عملدرآمد ہونا چاہیے۔ جناب اپیکر! صوبائی حکومت نے دعویٰ کیا تھا کہ میں امن لاڈنگ نہ خوشحالی آسکی اور نہ امن اسکا۔ اگر کوئی چیز آسکا تو وہی منشیات اور دہشتگردی ہے۔ PSDP میں اربوں روپے اپنے جعلی امیدواروں کو اور اپنے من پسند لوگوں کیلئے جعلی اسکیمات رکھے گئے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی تحقیقات ہونی چاہیے Judicial Commission قائم ہونی چاہیے کہ یہ تقریباً 10 سے 20 ارب روپے جو من پسند اور جعلی اسکیمات کیلئے رکھے گئے ہیں وہ کہا گئے؟۔ زمینی تھا قاق پر دیکھیں آپ کو کہیں بھی نظر نہیں آئیں گے۔ جناب اپیکر! جیسے ہمارے دستوں نے کہا ہم دہشتگردی کے شکار ہے ہیں خاص کر ہماری پارٹی بلوچستان نیشنل پارٹی۔ مشرف ڈور میں ہمارے 80 سے زائد مرکزی قائدین اور کارکنان کو شہید کیا گیا ہے۔ رہی بات missing persons کی تو missing persons کے حوالے سے پاکستان کا پہلا وہ missing person سردار عطاء اللہ خان کا وہ بیٹھا تھا اسد مینگل جس کو بھروسہ میں اٹھایا گیا اور اُس کو شہید کیا گیا اُس کی لاش آج تک بھی نہیں ملی۔ جناب اپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے حکومتی ارکان جو یہاں پر بیٹھنے چاہیے تھے اپنی ذمہ داری کا جواہس دلانا چاہیے تھا اُن کی دلچسپی اس اسمبلی کے ساتھ نہیں ہے اگر ان کی دلچسپی ہے تو اپنی وزارتوں کے ساتھ اپنی کمیشنوں کے ساتھ ہے۔ جناب اپیکر! بلوچستان میں دہشتگردی کل سے یا پرسوں سے نہیں بلکہ بڑے عرصہ سے ایک planning کے تحت یہاں کے لوگوں پر تھوپی گئی ہے۔ آج ہم دنیا میں Atom Bomb کا دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم Atom Bomb رکھنے والے Countries میں شمار ہوتے ہیں لیکن چلتے پھرتے شہروں کے اندر جو بم پھٹ رہے ہیں اُس کو روک نہیں سکتے۔ جناب اپیکر! دہشت گردوں کا کوئی قوم قبیلہ یا زبان نہیں ہوتا، کوئی مذہب نہیں ہوتا وہ صرف اور صرف دہشتگرد ہوتے ہیں۔ Thank you جناب اپیکر!۔

جناب ڈپٹی اپیکر: جی شکریہ۔ جی احمد نواز صاحب۔

میر احمد نواز بلوج: شکریہ جناب اپیکر صاحب! شکریہ کافی اجلاؤں کے بعد آج آپ نے مجھے موقع دیا آخر

میں وہ بھی میرے خیال میں اس کے بعد کوئی member نہیں بچے گا۔ شکریہ آج کی اس درد بھری اور افسوس دور میں جتنی لاشیں بلوچستان کے عوام یا خصوصاً کوئی کے عوام نے اٹھائی میں thanks کہوں گا। اس صاحب کو اور CCPO صاحب کو انہوں نے اپنا Time نکال کے اس اجلاس میں تشریف آنے کی زحمت کی۔ میں simple تھوڑا سا اپنی بات بیان کروں۔ جب جڑل اپنے مورچوں میں نہیں جاتا وہ جڑل اپنے سپاہیوں کے درمیان نہیں جاتا تو میرے خیال میں وہ سپاہی بھی اتنا بہادر نہیں ہوتا۔ آج قائد ایوان صاحب اگر یہاں اسکیمیات تقسیم کرتے میرے خیال یہ chairs خالی نہیں ہوتے۔ آج اگر یہاں تعیین ہر علاقوں کے لئے بھیجتے میرے خیال آج یہاں گاڑیوں کی قطار میں لگی ہوئی ہوتی، آج کوئی لہو لہان ہے، آج کوئی کے عوام دُکھی ہے آج کل عوام ماتم میں ہے مگر ہمارے دوست میرے خیال کئی اپنے محفلوں میں بیٹھے ہوں گے کاش کہ وہ عوام جنہوں نے انکو ووٹ دیا ہے، عوام نے ان بندوں کو ووٹ دیا ہے جو ان کے لئے بول رہے ہیں ان کے لیے مر رہے ہیں ان کے لیے لڑ رہے ہیں۔ آج اگر یہاں کوئی گاڑی یا مرسیدیز gift کیتے ہوتے تو میرے خیال سے یہاں پر جگہ بھی نہیں ہوتی۔ اگر PSDP آنے والا ہے تو وہ وہی PSDP کے لئے لگے ہوئے ہیں مگر عوام کے لیے نہیں۔ آج جیسے میرے دوستوں نے اپنی دکھبھری، میری بہن کے آنسو نکلے جیسے شاء بلوج نے آج درد بھری جو تقریر یہاں کی، ہم تقریر اپنی عوام جنہوں نے ہمیں ووٹ دیا ہے، جنہوں نے ہمیں یہاں اپنے عوام کیلئے ہم بولنے آئے ہیں، جیسے حاجی زادبندے کہا کہ ایک سال ہمیں نہیں چاہیے، ہم نے ان چیزوں کو ٹھکرایا ہے۔ ہم اپنے عوام کے حقوق کے لیے آئے ہیں اپنے اُس ساحل اور سائل کے لئے آئے ہیں۔ جام صاحب کو اچھا نہیں لگا کہ میرے بندے یہاں نہیں ہیں وہ نکل کے چلے گئے۔ آج میں گیا تھا ان شہداء کا ذکر کیا یقین کرو وہاں آپ کو wheel chair ring کرو وہ Emergency میں نہیں آتے، عام دن میں کہا آئیں گے۔ وہ قصاصی خانہ ہے وہاں ڈاکٹروں کو Casuality میں جاؤ یقین کرو، اُٹی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا ہے وہاں آپ کو کچھ نہیں ملے گا سوائے اور پتہ نہیں اور کیا treatment آپ کو ملے۔ کل کے حادثہ میں لوگ پریشان ڈاکٹر زانہ نہیں پر پچی دے رہے تھے کہ آپ سامان باہر سے لاوے، کروڑوں روپے ہم ابھی اس بد بخت صوبے کو ابھی تک صوبائی وزیر برائے صحت نہیں ہے۔ یہ صوبہ ہے CPEC یہاں ہے کروڑوں، اربوں، کھربوں روپے اس میں ہم PSDP بناتے ہیں مگر ہمیں صوبائی وزیر صحت نہیں ہے۔ ہمیں اچھا سا MS Hospitals کو درست کریں۔ BMC میں ایک بجے کے بعد جاؤ کوئی Doctor آپ کو نہیں ملے گا۔ ابھی آپ یہاں سے کمیٹی بنائیں آپ اس ہسپتالوں کو تو تھوڑا

کریں، CMIT Monitoring کا تو نام ہے مگر اُس کی کارکردگی تو آج تک ہمیں بتائیں۔ ہاں اسکیمیات تو بانٹے جاتے ہیں۔ ہاں آئے میرے اسکیمیات check کریں اگر اُس میں ایک روپے کی غفلت ہے آپ میرے خلاف NAB کو بھیجیں تو آپ 65 ارکان کے خلاف بھی بھیجیں۔ کل جو شہداء کی یا کوئی کی اس دُکھ کو ہم دیکھتے ہیں، اس سے پہلے میرے حلقة میں جو مسجد میں حادثہ ہوا۔ اُس میں کتنے شہید ہوئے اُس پر کتنے ہمارے لوگ، DSP صاحب شہید ہوئے۔ ہم تو Police Line میں اُس کی نماز جنازہ پڑھ کر پھر انہیں بھیجتے ہیں۔ اُس کے بعد ہم انکا پوچھتے نہیں ہیں جو compensation اُنکو ملتی ہے وہ کس طریقہ سے ملتی ہے؟۔ شہری ہزار گنجی میں شہید ہوئے تھے تو انکو آج تک میرے خیال میں compensation نہیں ملا تو خدار اس صوبہ پر حرم کریں۔ اس صوبہ کیلئے اس WhatsApp گورنمنٹ کو جانا چاہیے اس Laptop گورنمنٹ کو جانا چاہیے۔ خودکش تو یہ کر رہے ہیں۔ وہ خودکش کو دیں، بیس مار رہے ہیں یہ تو کروڑوں کو مار رہے ہیں۔ یہ تو اُس گلیگوں کو support کر رہے ہیں اُنکو مالی مدد دیا جا رہا ہے۔ آپ آنے والے PSDP میں دیکھیں یا اس سے گزشتہ PSDP میں دیکھیں کہ انکو میسے issue ہوئے ہیں، ہم اسپلی مبران ہیں، ہمارے بھی اسکیمیات دیکھیں اور اُس PSDP میں PSDP Un-elect بندوں کے PSDP نمبر بھی check کریں۔ اُس کے لئے Commission بنا چاہیے آنے والا PSDP، ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمیں ملیں، ہم چاہتے ہیں کہ وہ انتہائی UN کے زیرگرافی اس PSDP کو پاکستان کا اور بلوچستان کا بننا چاہیے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اس میں corruption کرتے ہیں تو آج ہم سیٹوں پر نہیں ہوتے۔ corruption کی وجہ سے اگر آج میری طرح daily face کر کے یہاں آ کر بیٹھتے ایک link کے لئے CEO کو ہم ring کرتے ہیں ایک آنے والے سر دی میں دیکھا کہ گیس کا کتنا بڑا issue ہے، ہمارے بچے سر دیوں سے مرے، ہمارے ضعیف ہمارے خواتین ہمارے ماہیں اور ہماری بہنوں نے روڈیں block کئے۔ CCPO صاحب گواہ ہے اس کے ہم نے مشترکہ میٹنگیں کی اُس کے باوجود بھی put out نہیں ہوا کیوں؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: احمد نواز بلوج صاحب تھوڑی اپنی بات مختصر کریں۔

میر احمد نواز بلوج: آخر ہم کہاں بولیں Sir؟ ایک تو آخر میں time ملتا ہے اور وہ بھی ملتا ہے اُس کو بھی مختصر کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کسی نہ کسی کو تو آخر میں بات کرنی ہے چلیں آج آپ صحیح آج آپ آخری میں بات کر لیں۔

میر احمد نواز بلوج: ہم کریں گے ہم سہیں گے ہم برداشت بھی کریں گے مگر خُداراً آپ اپنے Officer

کو اپنے Treasury Benches والوں کو کہہ کے ایسے issues پر ہم ایک ہیں۔ ہمیں in Camera briefing میں بھی بتایا جائے کہ اس ملک میں اس صوبے میں کیا ہو رہا ہے۔ سمیع مینگل ایک نوجوان جو کھلی پکھری میں کمشنر صاحب کو جا کر اپنا اپنے علاقے کی نشاندہی کرتا ہے کہ ہمارے علاقے میں نشیت فروخت ہو رہے ہیں اُس علاقے کے SHO کی ملی بھگت سے وہ شہید ہوتا ہے۔ اس کی تحقیقات ہوئی چاہیے اس کیلئے یہاں سے Commission بننا چاہیے کہ وہاں جا کر اس کی باریک بینی سے تحقیقات کی جائے اُس کی ماں کے آنکھوں کے سامنے اُس کے بیٹے کے سینے کو چھلنی کیا جاتا ہے۔ تو وہ Long March جو خضدار سے کوئی تک پہنچنے کا بھی اُس آواز کو اس میڈیا کا کہ اُس کی آواز کو ایسا نہیں، اس میڈیا کا بھی میں مذمت کرتا ہوں کیوں کہ کل کا اتنا بڑا واقعہ اور انہوں نے lockdown کیا ہے اپنے TV Channels پر کیوں ہم انسان نہیں ہے؟ ہم جیوان ہیں؟ وہاں کسی کا میرے میں کراچی میں زہر لیلی گیس کا تھوڑا issue ہوا تھا تو صبح سے شام تک اُسی کو چلا رہے تھے اور ہمارے اس issue کو نہیں چلا رہے تھے کیوں؟ خدا راجنا اپنے صاحب ہماری اس تلنے لجھے کو آپ نہیں سمجھے کہ ہم اتنے زور سے کیوں بول رہے ہیں کیونکہ ہم اپنی عوام کے لئے دُکھ اور درد محسوس کرتے ہیں۔ ہاں دھماکہ جہاں بھی ہو سریا ب کے عوام پر رات سے چھاپے چالو ہیں، وہاں سے کل ہم لاشیں دفنار ہے تھے ہمیں ring آیا کلی سوراب خان کرنافی پر چھاپے مارے جا رہے ہیں کیوں؟ وہاں سے ایک غریب اور تو کچھ نہیں ملا وہاں کے چادر اور چارڈیواری کی پامالی ہوئی وہاں کے ہمارے عزت دار خواتین کو گھیٹ کر گھروں سے نکالا گیا کل رات، ہمارے معززین ان سے بات کرنے گئے کہ آپ دور ہٹو، کیوں بھائی؟ ہم عوام نہیں ہے کوئی معزز اگر کسی آفسر سے بات کرنا چاہتا ہے تو وہ اُس کا حق ہے، سب دہشت گرد نہیں ہوتے میرے بھائی۔ ہاں پھر انکو کچھ نہیں ملا وہاں سے کسی غریب رکشد والے کو پکڑ کر لے گئے تو اس کی بھی CCPO صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں G اصحاب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اسکا بھی notice لیں کے آئے دن سریا ب پر چھاپے کیوں ہوتے ہیں؟ کلی سوراب خان یا کلی مشتاق پر کیوں ہوتے ہیں؟ وہاں کیا عوام نہیں ہے؟ 2000 سے لے کر آج تک ہمارے بلوچستان کے عوام اور سریا ب کی عوام سکھ کی چین نیند نہیں سوئے کل رات تک، ہم سب دہشت گرد ہیں؟ تو اس کا بھی آپ جناب اپنے! اس کے لئے بھی آپ سے گزارش ہے کہ اس پر بھی تحقیقات ہو کر آئے دن سریات پر کیوں operation ہوتے ہیں؟ کلی سوراب خان کلی مشتاق قمرانی شادی خان پر کیوں ہوتے ہیں؟ اس کیلئے بھی میں اس فورم پر آواز اٹھا رہا ہوں اس کو بھی آپ دیکھیں، ہاں سریا ب میں اگر آپ چھاپے مارنا چاہتے ہیں تو آپ آئیں سکول کیلئے مارے کا لج کیلئے

مارے Hospitals کے لئے مارے پانی دے دیں ہمیں۔ ہمیں پانی نہیں ہے۔ منتیات انتاسریاں میں پھیلا ہوا ہے کوئی نہیں آپ سوچ بھی نہیں سکتے ہیں نشاندہی کر کر کے ہم تک گئے اس سے زیادہ ہم سمجھ جیسے نوجوان جو چلنی ہوتے ہیں۔ ہمارے سینے بھی حاضر ہیں مگر اس لعنت سے ہمیں چھکارا دیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔

میرزاد علی ریکی: اصغر اچکزی نے یہاں پر میرے پارٹی کو جمیعت علماء اسلام، میرے پارٹی بلوچستان میں نہ وزیر اعلیٰ رہا ہے نہ وزیر داخلہ رہا ہے جناب اسپیکر صاحب! جمیعت علماء اسلام پورا پاکستان میں وہ پارٹی ہے اُس نے کر کے بھی دکھایا ہے اصغر صاحب بیٹھے ہیں کہتا ہے کہ بھائی یہاں پر زادبند نہیں اُسکے پارٹی نے بلوچستان میں کیا کیا ہے، میرا پارٹی اپوزیشن میں رہا ہے پچھلے دفعہ بھی اصغر صاحب آپ منسٹر ہیں آپ نے کیا کیا ہے؟ آپ اور منسٹر زمرک ہیں اور دوسرا ہے آپ نے بلوچستان کو کھنڈرات بنایا ہوا ہے آپ لوگ کمیشن لے رہے ہیں آپ لوگوں نے اس بلوچستان کے اوپر ظلم کر رہے ہیں (اپوزیشن ارکین کی طرف سے ڈیک بجائے گئے)۔ آپ اس بلوچستان کو لوٹ رہے ہیں اور کاش یہاں پر بیٹھتے اور میں اُس کو بھی کہتا اور آئی جی پولیس صاحب please خدارا اس SP جو واٹک آپ نے بھیجا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ Chair کو address کریں۔ ریکی صاحب یہ طریقہ نہیں ہے بات کرنے کا۔ یہاں سے آپ کی بات ریکارڈ نہیں ہوگی جو آپ کہیں گے۔ یہاں سے آپ کی کوئی بات record نہیں ہوگی نہ اس پر کوئی عمل درآمد کیا جائیگا۔ آپ اپنی chair سے جا کر بات کریں تاکہ آپ کی بات record کی جائے۔ آپ اپنی chair پر بات کریں۔ میرے خیال سے آج کے issue کو تفصیلی بات ہو گئی ہے شاء بلوچ صاحب۔ اصغر ترین صاحب آپ تشریف رکھے آپ نے تفصیلی بات کر لی اس پر مزید میرے خیال سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب ثناء اللہ بلوج: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! جتنے محکمین تھے تمام ارکین اسمبلی نے بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی۔ اس تمام بحث کا جو لب لباب ہے یقیناً آپ اس وقت بہت ہی important Chair پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ حکومت کی طرف سے کوئی جواب تو نہیں دے گا نہ قائد ایوان ہے نہ وزیر داخلہ ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو سارے ہمارے ارکین تھے وہاں پر دو تین چیزیں بڑی اہم سامنے آئیں ہیں اس پر آپ نے rulings دیتی ہے۔ نمبر 1 کہ جو کوئی میں یا بلوچستان میں 2018ء کے بعد سے اور بالخصوص 2019ء میں تین بڑے بم دھماکے ہوئے ہیں ان کے حوالے سے عدالتی کمیشن کی عدالتی تحقیقات کمیشن بنائی جانی چاہیے اور اُس کی رپورٹ بلوچستان اسمبلی

میں پیش کی جانی چاہیے۔ Facts Finding Report کیلئے بہت ضروری ہے کیونکہ ہم کم از کم بلوچستان کے عوام کو تو یہ بتاسکیں کہ بلوچستان کے عوام کے یہ ساتھ زیادتی، انکا خون انکا لہو کس نے بہایا۔ دوسری بات نیشنل ایکشن پلان کے جو بھی تھی۔ بلوچستان حکومت نے اُس پر کیا عملدرآمد کی ہے اُس کی روپورٹ 21 تاریخ کو آپ اسمبلی میں ضرور طلب کریں کیونکہ ہماری رسمائی حکومت تک نہیں ہے۔ میں نے یہ کہا کہ یہ Governance ہے اس کے سب دروازہ بند ہیں Red Zone میں رہنے والی حکومت ہے یہ بغداد والی جو نہیں ہے امریکہ والے جو آئے تھے یہ Red Zone میں رہنے والے حکومت تھی رسمائی ہماری نہیں ہے۔ لہذا یہ روپورٹ آج آپ طلب کریں گے کہ نیب سے متعلق تیسری بات یہ ہے واقعات کی تفصیلی روپورٹ کتنے بلوچستان میں واقعات ہوئے کتنے لوگ مرے کتنی compensation دی گئی۔ کتنے زخمی ہوئے اور ان زخمیوں کی صورتحال کیا ہے۔ اس کی ہمیں مکمل تفصیل دی جائے ہم عوام کے نمائندے ہیں ہماری عوام بھوک سے مر رہی ہے پیاس سے مر رہی ہے بغیر ادویات کے مر رہی ہے کل سے مریض پڑے ہیں۔ میں تو حیران ہوں ہمیں یہ مطالبہ نہیں کرنا چاہیے جہاں پر 420 ارب روپے کا ہمارا سالانہ بجٹ ہو، ہم اپنے مریضوں کو LMC، جناح ہسپتال اور آغا خان بھیجنے کی کیوں بات کرتے ہیں۔ ہم یہ تسلیم کرنا ہو گا کہ یہ بلوچستان حکومت کی ناکامی ہے کہ وہ 8 زخمیوں کو بلوچستان میں امدادرہ نہیں کر سکتا اس کی اوپر مکمل تفصیلی روپورٹ مکمل حصت کی جانب سے حکومت بلوچستان کی جانب سے آنی چاہیے۔ چوتھی بات جناب والا! منشیات کے حوالے سے بات ہوئی بلوچستان کو دیدہ و دانستہ بلوچستان کے نوجوانوں کو منشیات کا عادی بنایا جا رہا ہے۔ اختر حسین لاگو صاحب نے یہ بات کی احمد نواز صاحب نے یہ بات کی، نوشی کے واقعہ کا ہم نے ذکر کیا، خendar کے نوجوان بیٹھے ہوئے ہیں اور صاحب، پوری انتظامیہ ان نوجوانوں کو بلاۓ اور ان سے evidence لے اور تمام پولیس جو ہے تمام ڈسٹرکٹس سے ہمیں یہ روپورٹ آنی چاہیے کہ پولیس کے مکھے نے منشیات فروشوں کے خلاف کیا کارروائی کی ہے۔ جو پرچون کی دکانیں کھوئی ہوئی ہیں ہر منشیات فروش نے بلوچستان میں۔ وہ بند ہوئی ہیں یا نہیں ہوئی ہیں پولیس نے کیا کارروائی کی ہے 21 تاریخ کو یہاں پر اُس کی روپورٹ آنی چاہیے اور اُس کے علاوہ جو خدار سے منشیات کے خلاف جو Long March کے جوان بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں ان کو بلوچستان اسمبلی طلب کیا جائے۔ یہاں پر تمام بلوچستان کے ذمہ داروں کو بھایا جائے شاید وہ کوئی اہم message دینا چاہتے ہیں ورنہ بلوچستان کے سارے نوجوانوں کو ہم کہیں گے کہ وہ سڑکوں پر نکل آئے اگر بلوچستان حکومت نے منشیات کے خلاف، بھدمہ کوں کے خلاف، امن و امان کے خلاف، اسپنالوں میں ادویات کی فراہمی کے حوالے سے کوئی اچھی اور عراتی کمیشن اگر اس پر نہیں بنایا۔ ہماری پرسوں ویسے بھی احتجاج ہے ہم آپ کو بتانا چاہتے ہیں کہ جناب اپنیکر

صاحب! یہ آپ کی ذمہ داری ان چھ نکات پر آپ رونگ دے دیں کہ ان کی report 21 تاریخ کو اس اسٹبلی کے forum پر آنی چاہیے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ جی سلیم کھوسہ صاحب آپ بات کریں۔ اصغر ترین آپ نے کافی بات کی دیکھے مختصر لیں ایک بات کریں۔

جناب اصغر علی ترین: انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے دکھ کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج اس ایوان میں کل کے واقعات پر بحث ہو رہی ہے اور حکومتی نمائندہ نہ قائد ایوان صاحب موجود ہے نہ وزیر داخلہ موجود ہے۔ یہ جو ہم نے گفتگو کی یہ کس سے ہم نے کی ہے؟۔ کس سے ہم بات کر رہے ہیں؟۔ کیا ادھر تقاریر کرنے کے لیے آئیں ہیں؟ کیا competition کا کوئی request ہو رہا ہے؟ کس لئے؟۔ میں media کرتا ہوں کے ساتھیوں سے کہ Camera وہاں گھما میں عوام کو دکھائیں کہ کل کے واقعات کا یہ result ہے حکومت کی طرف سے۔ یہ سمجھیگی کا عالم ہے، تاکہ عوام کو پتہ چل جائے کہ یہ جو لوگ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں یہ محض نائم پاس کرنے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں محض وقت گزارنے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یعنی ادھر عوام کل جلی ہے کل وہاں لوگ شہید ہوئے ہیں وہاں لوگ زخمی ہوئے ہیں جائے یہ کہ آج ہمیں وہاں سے ثبت جواب ملتا، ہمیں کوئی وہاں پر جو ہم نے سوالات کئے تھے اُس کے جوابات ہمیں ملتے لیکن بد قسمی سے بلوجرستان ایک بد قسم صوبہ ہے بد قسم لوگ ہیں اور بد قسم نمائندیں ہم لوگ کہ آج وہ benches خالی ہے اور ہم ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں اور ہم دیواروں سے باتیں کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ جی سلیم کھوسہ صاحب

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر مال): یہ جزویے صاحب تحریک القواء لائے، ثناء صاحب کی طرف سے اس کی جتنی بھی نہ مرت کی جائے کم ہے۔ یہ جو کل کا واقعہ ہوا ہے۔ لیکن جناب اسپیکر صاحب! تھوڑا سا اس کو پیچھے دیکھنا چاہیے، پچھلے ادوار میں جو اس صوبے کے ساتھ ہوا، جو حالات رہے وہ بھی ان بھائیوں کے سامنے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا یہ جو واقعہ ہوا مطلب کسی کی ناکامی یا کامیابی ہے لیکن ہمارے forces کی بڑی قربانیوں کے بعد اس صوبے میں ایک امن و امان تو قائم ہوا۔ یہ ماننا پڑے گا۔ ظاہر ہے کہ اپوزیشن کا کام ہے کہ حکومت کی کسی بات کو نہ ماننا، اپوزیشن کرنا، میں ان سے گزارش کروں گا اب PSDP کی جتنی بھی مخالفت کرتے ہیں کرتے رہے لیکن ایسے issues پر، جتنے بھی حکومت نے اقدامات اٹھائیں ہیں کم سے کم اُس کو appreciate نہ کریں کم از کم مانیں تو ہی۔ لیکن یہ ماننے کے لئے بھی تیار نہیں ہے۔ میں اپنے بولان کی بات کرتا ہوں دو تین سال پہلے بولان میں سے یہ

حالات تھے کہ مغرب کے بعد ایک گاڑی نہیں چلتی تھی آج اللہ کی مہربانی سے آپ کے commercial گاڑیاں چل رہی ہے آپ کے Individuals گاڑیاں چلتے ہیں ساری رات traffic رواں دواں ہے۔ اسی طرح کا خضدار کا راستہ دیکھیں وہاں بھی امن امان قائم ہو گیا ہے وہاں بھی دن اور رات ٹرینیک ایک سماں چلتا ہے۔ یہ سب کا وشوں کے بعد ہوا ہے یہاں پر چاہے وہ پولیس کی بات کرے چاہے levies کی بات کریں، چاہے FC کی بات کریں ان سب کی قربانیوں کے بعد یہ سب کچھ قائم و دائم ہوا ہے اللہ کی مہربانی سے۔ اس طرح کے واقعات کی تو ہم مذمت کرتے ہیں لیکن اس کو دیکھنا پڑے گا آپ کا صوبہ اتنا آسان صوبہ نہیں ہے اس پر پوری دنیا کی نظریں ہیں۔ اور آج سے نہیں ہے ہیں اور کب سے ہے۔۔۔ (مداخلت)۔ نہیں نہیں اس طرح کی باتیں نہ کریں شاء جان۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شاء بلوج صاحب! آپ نے بات کری۔ بیٹھ کے بات کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ آپ اپنی بات complete کریں۔

وزیر مال: آپ نے جب بات کی ہم نے آپ کی بات میں مداخلت نہیں کی۔ میں بڑے افسوس کے ساتھ آپ بڑے Senior سمجھے ہوئے پڑھے لکھے اور بہت اچھا بولنے والے لیکن یہ آپ کو مناسب نہیں دیتا کہ آپ چھنکات اسپیکر صاحب! کو dictate کرتے ہیں کہ یہ اس طرح کرنا ہے آپ نے۔ یہ غیر مناسب بات ہے یہ اچھا وو نہیں ہے، یہ اس طرح نہیں ہونا چاہیے۔ میری گزارش سننے کل کا جو واقعہ ہے اُس کا جتنا بھی ہم مذمت کریں کم ہے لیکن ایک پولیس والے کو بھی جس طرح اصغر جان نے بات کی کہ اُس نے ہم کی اور کم سے کم نقصان کیا، نقصان جو ہوا شاید اس سے بڑھ کر ہوتا لیکن پولیس الرٹ تھی۔ ایسا نہیں ہے کہ پولیس سورہ تھی اُس نے اپنی جان پر کھلیل کر اُس نے جا کر اُس خود کش کو روکنے کی کوشش کی اُس نے وہی پراپنے آپ کو اڑا دیا لیکن پھر بھی ایک بہت بڑا نقصان ہوا اُس کا کوئی ازالہ نہیں ہے۔ لیکن آپ یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے فورسز ہمارے پولیس ہمارے لیویز سورہ ہی ہے کام نہیں کر رہی ہے۔ وہ دن رات کام ہو رہا ہے۔ میں نے شروع میں بھی یہ گزارش کیا تھا کہ اس کو اگر آپ 21 کو رکھیں تو بہتر ہو گا ہمارے ہوم منسٹر بھی آئیں گے وہ بہتر طریقے سے آپ کو بتائیں گے کہ اس پر کیا کچھ ہو رہا ہے اور کیا کچھ ہونے جا رہا ہے۔ میری اب یہ گزارش ہو گی اس کو اگر آپ یہ تحریک التواء ہے اس کو ابھی conclude نہ کریں، 21 تک لے جائیں ہوم منسٹر آجائیں گے وہ بھی اس پر خاطر خواہ اپنے اپوزیشن کے دوستوں کو اور اس ایوان کو سب کچھ بتائیں گے تو بہتر یہی ہو گا۔ میری یہ گزارش ہے کہ حکومت بالکل alert ہے دن رات کام کر رہی ہے دہشت گردی آپ کا ہمارا مسئلہ نہیں ہے پورے صوبے کا مسئلہ ہے۔ اسی کے ساتھ ہماری زندگی جڑی ہوئی ہیں جب تک ہم نے اس دہشتگردی کو خاطر خواہ کنشروں نہیں کیا تو یہ ترقی جتنی بھی ہے وہ سب بے کار ہے اُس پر دن رات کام ہو رہا ہے۔

میری یہی گزارش ہوگی اپوزیشن سے بجائے کہ آپ پرسوں احتجاج کرتے ہیں آپ اگر بیٹھیں IG اصحاب ہے ہوم سیکرٹری ہے آپ لوگوں کو بریفنگ دے گا جتنے بھی پاریمانی لیڈرز ہیں انکو بریفنگ دیا جائے گا کہ اس سے پہلے کیا کچھ کہا گیا ہے اسی دہشتگردی کے حوالے سے اور آگے کیا احکامات ہیں۔ تو بہتر یہی ہوگا میری یہی گزارش ہے کہ اس پر زور نہ دیں اور اس اپنے تحریک کو اگرواپیں لے لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ سیلم کھوسے صاحب! زیرے صاحب آپ نے بات کر لی اس پر میرے خیال سے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اس تحریک التواہ پر ہم نے بحث کی اور میں نے اپنی speech میں اس Fact Finding Commission کی بات کی ماضی کے تمام واقعات 2019ء میں 2018ء میں اس کا کب تک ہم یہ لاشیں اٹھاتے رہیں گے؟۔ کم از کم اس ایوان سے پیغام جانا چاہیے جناب اسپیکر! آپ کے Good You are Custodian of the House Office سے چیزوں پر 21 تاریخ کے اجلاس میں حکومت ہمیں تفصیلی جواب دے دیں ہر لحاظ سے کہ کیا کارروائی ہوئی ہے کیا کیا صورتحال ہیں؟ میں آپ سے request کرتا ہوں کہ آج آپ اس حوالے سے ruling دے دیں تو بہتر ہوگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی میڈم زبیدہ خیرخواہ صاحبہ۔

محترمہ زبیدہ خیرخواہ: Thank you جناب اسپیکر! کل کا جو واقعہ ہوا ہے میں اس کی شدید الفاظ میں نہ مرت کرتی ہوں۔ میرے ساتھ سارے ممبر بیان کر لیا ہے اس طرح کے آئے روز جو واقعات رومنا ہوتے ہیں لوگ تو ایک دو، تین دن سوگ منا لیتے ہیں پھر بھول جاتے ہیں ایک بندے کی جان بہت قیمتی ہے۔ اس طرح ہر مہینے میں بہت سی جانیں ضائع ہو جاتی ہے حکومت کو چاہیے کہ اس کو serious ہے۔ یہ ایک چیز نہیں کہ ٹوٹ جائے یہ ایک انسان ہے جو کہ بہت قیمتی ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ میڈم۔ تحریک التواہ نمبر 2 پر تمام اراکین اسمبلی بشمول حکومتی اراکین کی جانب سے سیر حاصل بحث ہوئی۔ یقیناً سب نے اس پر نہ مرت بھی کی اور پہنچنے تھا ریور میں افسوس بھی کیا۔ میں بھی اپنے طرف سے پر زور نہ مرت کرتا ہوں یقیناً یہ بہت افسوسناک واقعہ تھا سارے بلوچستان کیلئے بلکہ پورے پاکستان کے لیے جتنی بھی ہم نہ مرت کریں، وہ کم ہیں۔ کچھ ایسے قویں ہیں جو وہ بلوچستان کے حالات کو ٹھیک ہونے نہیں دے رہی ہیں اور یہ کوشش کر رہے ہیں کہ بلوچستان کے حالات کو مزید خراب کریں۔ تو اس سے ہمیں یہ کرنا چاہیے ہوگا کہ اپنے

فورسز کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ اور جو شہداء ہیں ان کے لیے اور ہماری بھی دعا ہوگی کہ اللہ ان کے درجات بلند فرمائے اور جو ہمارے بھائی زخی ہیں اللہ انھیں صحت دیں۔ تو اس پر میں یہ۔ جیسے ہمارے ساتھیوں نے کہا پولیس ڈپارٹمنٹ کو یرونگ دونگا، پابند کرونگا کہ 21 تاریخ کو ہمارا اجلاس ہے۔ اُس میں ڈپارٹمنٹ ہمیں پورے طریقے سے جو ہمارے معزز ادارکین نے ان کو حالات سے آگاہ بھی کریں اور بتائیں بھی کہ انہوں نے کہاں تک اقدام کئے ہوئے ہیں۔ اتنا تو میں جانتا ہوں کہ ماضی سے اگر crime ratio کو دیکھا جائے تو کم ہے پھر بھی وہ آئے اور معزز ادارکین کو فوری بریفنگ دیں اور رفتاریات کے حوالے سے بھی وہ ہمیں بتائے کہ انہوں نے کیا اقدام کیے ہوئے ہیں اور جو ادارکین انہیں نشاندہ ہی آگے کے لئے کریں گے تو ان سے میں کہیں گے کہ ان پر وہ لوگ ایکشن لیں کیونکہ یہ پورے بلوچستان کا ایک اہم مسئلہ ہے۔

اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ سورخہ 21 فروری 2020ء بوقت سہ پہر 04:00 بجے تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 08:00 بجکر 35 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)



